Title – RADDUL MUWAZANA.

Creator – Meer Afzal Ali Zaur.

Publisher – Matba Tasweer Alam (Lucknow).

Date – 1326 H

Pages – 72.

Subjects – Urdu Shayari – Tanqeed.

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

رد الموازنہ
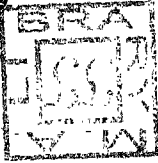
...مؤلفہ شمس الشموس اوج سخنوری قمر الاقمار بروج نکتہ پروری

...فضائل مآب جناب میر افضل علی صاحب متخلص بہ ضو

...صحیح و فرمایش ادیب باکمال خطیب بے مثال حاوی

...علوم معقول و منقول - جناب سردار مرزا صاحب خلف

...الاسلام حضرت مفتی نواب مرزا صاحب قبلہ مرحوم

طاب ثراہ ساکن کاظمین شریفین لکھنؤ

[illegible] مطبع تصویر عالم لکھنؤ [illegible]

[illegible] جلد) بہ نشان مذکور جناب سردار مرزا صاحب سے کتاب ملیگی (قیمت بلا محصول [illegible])

ذرا آپ ملاحظہ کیجیے

حقیر سراپا تقصیر نے یہ مطبع مسمی بہ تصویر عالم پریس محض اس غرض
کہ اسمیں ہر قسم کا کام طلائی نقرئی سبز اودہ سرخ سفید اور جو رنگ مطلوب ہو
صفحہ پر کئی رنگ ہوں طبع ہوں اور یہی وجہ ہے جو لوگ کہ کام [illegible]
کرتے ہیں وہ سب اچھے کاریگر ہیں کیونکہ ہم اجرت بھی اکثر [illegible]
دیتے ہیں اور کاتب بھی اول درجہ کے خوشنویس موجود ہیں لہذا
عالی حوصلہ کے گذارش ہے کہ جنکو اپنی تصانیف بیش بہا اور فرمایشا
اچھے طور سے طبع کرانا ہو بندہ نوازی فرماکے ارسال فرمائیں اگر موا
نہ ہوگا تو کل روپیہ واپس دینگے ہاں یہ ضرور ہے کہ جس درجہ کا عمدہ
ویسی اجرت بھی ہوگی مثل مشہور ہے کہ جتنا گڑ ڈالو اتنا میٹھا ہو۔
واضح ہو کہ ہر علم و فن کے کتب تصویر عالم پریس سے ملسکتی ہیں اور کل مرثیے
جناب مرزا دبیر صاحب مغفور خواہ جناب میر انیس صاحب مرحوم خواہ جناب میر ا
مغفور خواہ جناب میر مونس صاحب مرحوم و دیگر مداحان اہلبیت علیہم السلام
اور نوحہ جات بھی اکثر شعراء نامی کے موجود ہیں۔

المشتہر داروغہ سید محمد مالک تصویر عالم پریس لکھنؤ ڈیوڑھی

صحت نامہ رد الموازنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۳	دژوع	دروغ	۳۴	۲۱	زتیب	زینب
۸	۸	فاصل	فاضل	۳۵	۱	باک	باگ
۱۴	۱۷	آپ سے	آپ نے	۳۵	۵	منزل	منزل
۱۶	۱۴	تورون	نوروز	۳۵	۱۱	غرب-شرق	غرب وشرق
۱۷	۴	اوسثاد	اوستاد	۳۶	۵	ث ان	فشان
۱۸	۱۱	جانناہے	جانتاہے	۴۱	۱۴	باکند	ناکند
۱۹	۱	خیارات	خیالات	۴۳	۱۹	کرو یا	کردیا
۱۹	۲۰	سے	ہے	۴۴	۱	مرتیون	مرثیون
۲۲	۱۴	کہتا (دو جگہ)	کہتا کہتا	۴۵	۱	سزافیل	سرافیل
۲۳	۱۸	حاتي	حاتی	۴۵	۴	تکزم	قلزم
۲۴	۱	بہتہ	بہتر	۴۵	۵	زباقی	زباني
۲۴	۴	رخیم	ذخیم	۴۵	۱۱	زبالی	زباني
۲۴	۱۶	ہوئی	ہوی	۴۶	۵	و٠خود	وہ خود
۲۹	۳	.	وغیرہ وغیرہ نہیں	۴۸	۱۶	رمصارح	مصاریع
۲۹	۱۵	کوئی	کوئی	۵۱	۳	کرلے	کرلیے
۳۰	۹	لیحاکر	لیجاکر	۵۲	۳	ذاسیے	واسیے
۳۰	۱۶	دھوب	دھوپ	۵۲	۳	ملاسیے	تاڑسیے
۳۰	۴	صوبہ	صوبہ	۵۳	۷	ملانے	تھڑسنے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۸	تعتی	تعلی	۶۰	۲۱	کھود	کھول دو
۵۲	۱۱	انملی	کرنملی	۶۱	۱۴	بنی قاسمؑ	بنے قاسمؑ
۵۳	۱	ٹکڑو کیسے	ٹکڑے کے	۶۱	۲۱	مرنے	مرے
۵۳	۱۳	نہنفے	ننھے	۶۳	۱۲	مخدرات غلیا	مخدرات علیا
۵۳	۱۴	نہنے	ننھے	۱۶	۱	معض	۔
۵۳	۱۵	نہنے	ننھے	۳۵	۱۹	دلہاے	دکھائی
۵۳	۲۱	نہنی	ننھی	۵۴	۴	سنجتے	سنجتے
۵۴	۲	نہنا (دو جگہ)	ننھا	۴	۱۹	۔	اس جگہ
۵۴	۵	دقع	موقع				
۵۴	۱۲	سہہ	یہہ				
۵۵	۲	کھتے	کہتے ہیں				
۵۵	۱۱	مرثیہاے	مرثیہ ہاے				
۵۶	۴	شخیل	تشخیل				
۵۶	۱۰	باستے	جانتے				
[illegible]	۵	سکنہ	سکینہؑ				
[illegible]	[illegible]	اسلی	تسلی				
[illegible]	۹	بلک	[illegible]				
[illegible]	[illegible]	تا مشجا [illegible]	تا مستجاور				
[illegible]	[illegible]	[illegible]	بنتے قاسمؑ				

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً للہ رب العالمین ومصلیاً علی خیر المرسلین محمد وآلہ الطاہرین۔
اما بعد۔ سید افضل علی۔ ضوؔ تخلص۔ اڈیٹر و مالک سہ روزہ اخبار لکھنؤ سابق تلمیذ جناب میر اسمعیل حسین صاحب منیرؔ شاگرد رشید حضرت دبیرؔ رحمہما اللہ تعالیٰ۔ والحال تلمیذ فخر المتقدمین۔ استاد المتاخرین۔ المحقق العلام والمدقق الفہام جناب مرزا اوجؔ صاحب دام ظلہ خدمت ارباب انصاف مین یون صرف کلام ہی کہ

دنیا عجب مقام ہی

کوئی ملک گیری مین مصروف۔ کوئی گوشہ گیری پر مالوف۔ کوئی مدہوشی شراب کو ہوشمندی سے بہتر سمجھنے پر مچل رہا ہی۔ کوئی آنکھین بند کیے چشم دل سے ارضیات و فلکیات کی سیر مین مشغول رہا ہی۔
کسی کو کھلی ہوئی آنکھون پر بھی خاک نظر نہین آتا۔ کسی سے باوجود طاقت رفتار

کہین جایا نہین جاتا۔ کوئی مشرق مین بیٹھا ہوا مغرب والون کو سبق دے رہا
ہے۔ کوئی کیچڑ مین لت پت ہو کر داد بے پروائی لے رہا ہے۔ بعض گنبد دھڑکے
مین مشغول ہین جب اُنکے قدردان داد کمال دیتے ہین۔ یہ اُنکو جھک کر
سلام بھی کر لیتے ہین۔ کچھ ہوشیاری شایستگی ہاتھ سے نہین جانے پاتی۔ بعض
بھاگنے کی مشق مین۔ نظر بد سے بھی دور۔ کوسون کی دوڑ لگا رہے ہین
بگٹٹ جا رہے ہین۔ سستی کیسی۔ ستانے کی بھی فکر پاس نہین آنے پاتی۔
کوئی نکما اپنے ہاتھون سے پتلی کے جنجال مین پھنس رہا ہے۔ لطف یہ ہے کہ
ایک دوسرے کو بیوقوف سمجھ کر ہنس رہا ہے۔ کوئی بیچ چوک مین جہان
ذرا سر اوٹھا کر دیکھنے پر چشمک زنی ہوتی ہے۔ وہ کسی خاص کمرے کی جانب
آنکھین گڑوے ہوے دیکھ رہا ہے۔ طرح طرح کی ذلتین رسوائیان سہہ رہا ہے۔
اسپر بھی منظور نظر غائب۔ مگر یہ پہلے سے بھی زیادہ راغب۔ کوئی کسی معشوقہ
کو بہکا کر بھگا لیجانے کی فکر مین۔ کوئی شکر و شکایت کے پردے مین۔ انہونی
باتون کے ذکر مین۔ کوئی ہجر و وصل کے مزے چکھتا ہے۔ کوئی آپ کو ان
جھک جھوریون سے محفوظ رکھتا ہے۔ کوئی اپنے سورگی باغ مین گنجان
پیڑون کو چھانٹ کر گھاس جھاڑ رہا ہے۔ کوئی سیکڑون برس کے منصوبے گانٹھ کر
آم خرمے کے شجر لگا رہا ہے۔ کوئی گھنیری چھاؤن پر دلدادہ۔ کوئی جھاڑ جھنکار
سے دل گرفتہ۔ ناچار رنگا رنگ محلون کے کھدوانے پر آمادہ۔ کسی کو پھول پتی
کے ناندون کا گھراؤ مرغوب۔ کسی کو بار آور درختون کا سجھاؤ مطلوب۔ کہین
نہرون مین فوارے اونچی چال اچھل رہے ہین۔ سر نسوت پانی سے حوض ابل
رہے ہین۔ کہین بے رحم سیلن اپنی سرد مہری سے اُنھین نہرون کو جو
لہو پانی ایک ہو کر تیار ہوئی تھین۔ خاک دھول سے پٹوا رہی ہے۔

تازہ دستکاری دکھلا رہی ہے- کوئی جعلساز- کوئی راست باز- کوئی عبادت
گزار- کوئی زناکار- عمداً و جبراً- کوئی اپنے محارم کی بے حرمتی کے شوق مین-
کوئی اپنی بہو بیٹی کے ذوق مین سراپا بے خبر- کسی کی کارروائی بے اثر- کوئی
فائز المرام- کوئی ناکام- کسی کا دل آل خیال شکستہ یا کسی کی کوشش وصال بیجا-
کوئی اس عبارت پر بہرہ اندوز وصلت- کوئی تودہ تفنگ ملامت- کوئی
شہرت کے دھن مین- نام آور لوگون کے گھونگر والے پٹون مین اپنی گمنامی
کے بل کھولنا چاہتا ہے- کوئی دنیا بھر کو بے وقوف سمجھکر- اپنی بے خردی
کی جنس میزان عقل مین تولنا چاہتا ہے- کسی نے حصول دنیا کے لیے دین کو
کھویا- کسی نے تخم رہبانیت بویا- اس طوفان اضداد مین اسی کا بیڑا پار ہے-
جسے حق سے سروکار ہے- بغیر اسکے علم و فضل سب بیکار- کیونکہ علم و فضل
سے خدا و رسولؐ کی معرفت- آل رسولؐ کی مودت- معاشرت مین امنیت-
انصاف کی نیت- حق شناسی کی عادت- معاملت مین دیانت- افعال
ناشائستہ سے ندامت- اپنے بیگانے سے مروت- حاصل ہونی چاہیے
اگر نہین- تو اوس علم سے- جہل و جنون- بدرجہا بہتر ہے- بات یہ ہے کہ جن صاحبون
نے علم الانسان + علم الحیوان + علم نباتات + علم جمادات + علم طبعیات +
علم معدنیات + علم جر اثقال + علم مناظر و مرایا + علم جغرافیہ + علم فلاحت +
علم حرفت + وغیرہ حاصل کیا ہے بعض اون مین سے مثل بعض اکابر علماے
یورپ کے- خدا سے بھی مستغنی نظر آتے ہین- اور یہ کچھ تعجب کی بات نہین
اسلیے کہ علوم مادیات کا یہی اقتضا ہے کہ انسان جتنی مادیات مین ترقی کرتا جاتا ہے
اوتنی ہی- روحانیات و باطنیات مین- پستی حاصل ہوتی جاتی ہے-
یہانتک کہ تمام روحانیات سے انکار کر بیٹھتا ہے- اور پھر وجود واجب الوجود کے

اعلیٰ مراتب معرفت کی جانب تدریج وشوار ہوتا ہی - یہ ساری خرابی - علم
ما بعد الطبیعت کے نہ جاننے سے اور دینیات کے نہ ماننے سے پیدا ہوتی ہے -
پس چاہیے کہ پہلے الٰہیات و دینیات و علم کلام پڑھکر پختہ ہو جائین - تب
مادیات حاصل کرین - عام اس سے کہ وہ کسی زبان مین ہون - کچھ انگریزی
کی خصوصیت نہین جس سے علماے فریقین حذر کرتے ہین - بلکہ علوم مادیات
جس زبان مین پڑھائے جائینگے - البتہ بے دینی کا اثر پھیلائینگے - یہ قول تجربہ
کا ہے - ورنہ کوئی ہم سے پوچھے -

شعر

برگِ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

دیکھو یاد رکھو + جو شخص دینیات کو نہ مانے حق ناحق کو نہ پہچانے بڑا
خوفناک آدمی ہی - ایسے شخص سے نیکی کی توقع ہو ہی نہین سکتی -

حاشیہ

[۱] اشارہ ہی حکماے مشائین کی طرف -
[۲] اشارہ ہی حکماے اشراقیین کی طرف -
[۳] اشارہ ہی حکیم دیو جانس کی جانب -
[۴] کیا ورزش کے لیے اور کوئی طریقہ نہین نکل سکتا -
[۵] کیا شطرنج کی چال یا قواعد جنگ کی رفتار جو دو ورزش ہو فائدہ مند نہین -
[۶] اشارہ ہی قوم کی طرف جو بیٹنہ کو عیب سمجھتی ہے اس جگہ یہ دو ترکیبین زبان قلم پر آگئی ہین
کہین ایسا نہو کہ انپر بھدے پن کا الزام لگایا جائے - مگر ہم انکے بولنے پر مجبور رہین جیسا کہ

نازک فہم انکے نہ سمجھنے پر معذور ہے
اشارہ ہے۔ خلیفہ ولید صاحب بن یزید کی جانب جنھون نے اپنی دختر جمیلہ کا ازالۂ بکر فرماکر یہ شعر کہا تھا۔

شعر

مَن رَاقَبَ النَّاسَ مَاتَ غَمًّا
وَفَازَ بِاللَّذَّةِ الْجَسُورُ

کذا فی کنز المعرفت مصنفہ جناب حکیم امجد علیخان صاحب مغفور ڈپٹی کلکٹر امروہوی ÷ معنی شعر ÷ جسنے پاس و لحاظ کیا آدمیون کا مرا وہ از روے غم کے ÷ اور پہنچا ساتھ اک لذّت خاص کے حد سے تجاوز کرنے والا۔ مطلب یہ ہے کہ جسنے تجاوز کیا حد سے اوسے حد سے متجاوز لذّت حاصل ہوئی۔

ایک شخص نے نام آوری کے لیے سیکڑون جتن کیے جب کچھ نہوا۔ تو چاہ زمزم کی جگت پر پیشاب کرنے کو ہٹر بڑا کر بیٹھ گیا۔ اوس وقت سے وہ آج تک ضرب المثل ہے۔ اس شخص کے ہم خیال اس زمانے مین بھی بہت ہین۔

بعض علماے نو یقین جنکے بعض وعظ کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا کی دی ہوئی قوتون سے اعتدال کے ساتھ بھی کوئی کام نہ لے۔ معطل محض ہو جائے۔

آل رسولؐ کی مودت جسکو آنحضرتؐ نے تبلیغ رسالت کے صلہ مین اپنی امت سے طلب فرمایا ہے۔

جیسا کہ بعض اسکولی تربیت یافتہ اشخاص۔ ہماری معزز گورنمنٹ جو رفاہ پسندی ویے تعصبی مین اور رحمدلی و عدالت پروری مین اپنا عدیل نہین رکھتی سے ازراہ ناواجبی حقوق مانگتے ہین۔ چاہیے کہ احاطہ رعیّت مین قربان ہو دار رہ کر رعایت کے خواہان ہون۔

ندامت وانابت ہر گنہگار کے لیے ضروری ہے تاکہ رستگار ہو ۔

(عبارت ردالموازنہ)

دیکھو ایک کتاب مسمیٰ بہ (موازنہ انیس و دبیر) طبع ایجاد مولوی صاحب مشفق صاحب شبلی و نعمانی ۔ میرے ملاحظہ مین آئی ۔ سخت حیرت ہوئی مین پہلے شبلی صاحب کا نام ہی نہین سمجھا ۔ یہ پہیلی بوجھنا مشکل ہوئی ۔ آیا دیکھنے مین ہے یا کھانے مین ۔ چرندون مین ہے یا پرندون مین ۔ کہان کا رہنے والا ہے ۔ جو کیا کوئی شخص ۔ بغیر کتب لغات کی جانب رجوع کیے ہوئے سمجھ نہین سکتا ۔ باوجود اسکے یہ نام میمونیت کے باعث بھلے مین سے محفوظ ہے ۔ اتنا سمجھ مین آیا کہ اس شستگی و رفتگی ترکیب نے خوب نام رکھوایا ۔ (ای سبحان اللہ) میرے بعد نام کتاب یعنی (موازنہ انیس و دبیر) کے معنی کی طرف غور کیا ۔ یہ تو سمجھ مین نہ آنا تھا نہ آیا ۔ اسلیے کہ موازنہ اون دونو صاحبون کا ممکن نہین ۔ مرحومین بہشت مین ہین ۔ اون کا یہان لانا اور پھر بہکا کر اسٹیشن ریل پر لیجانا ۔ اور وہان مال ترازو پر تلوانا ۔ محالات سے ہے ۔ اور بغیر اسکے موازنہ ہو نہین سکتا ۔ اگر کہا جائے کہ لفظ کلام مقدر ہے ۔ تو وقت پسندی جو شبلی صاحب کو سخت ناپسند ہے ۔ موازنہ کی بدنصیبی کا باعث ہو کر شستگی و رفتگی مین داغ لگائے گی ۔ با اینہمہ شبلی صاحب کے نامی و گرامی ہونے مین کوئی حرف نہین آسکتا وہ بڑے حضرت ہین + ذات شریف ۔ بلکہ شیخ اشرف ۔ اگر ہندو ہوتے + تو رونتار + نہین تو بہ + اوتار سمجھتے ۔ شبلی نام اک ولی کامل کا ۔ اگلے زمانے مین ۔ ؎ ۔

گر ولی این ست آنہم بدولی

نعمان بروزن ثعبان — اک بادشاہ کا نام ملوک عرب مین سے جیسے
نعمان بن منذر کہتے ہین — اور نام اک شخص مجرم کا جسے نوشیروان عادل
نے ہاتھی کے پیرون کے نیچے ڈلواکر کچلوا دیا تھا — اور نام ابوحنیفہ صاحب کا
(کذا فی الغیاث) دیگر کتب سیر مین وارد ہی — کہ ان مجتہد صاحب کے والد
کا نام (زوطی) تھا — اور یہ مجتہد صاحب کپڑا بنتے تھے — یہی آپ کا پیشہ
و شغل تھا — (نصیحت) کاش اس زمانے کے لوگ بھی اگلے زمانے
والون کی طرح ہنر کو عیب نہ سمجھین — کوئی کام سیکھین — جس سے بڑا ئے
فاقہ کشی سے افاقہ ہو — اب ہم حیران ہین کہ ان چارون مین کسکی جانب
نسب کی نسبت دین — ازبسکہ ابوحنیفہ صاحب سرادر مجتہدین
زمانہ تھے — اگر انکی تقلید نسب مین بھی کی جائے — تو بظاہر کوئی
بری بات — نہین معلوم ہوتی — بلکہ باعث فخر ہونا چاہیے — اگرچہ منطقی
ہی — لیکن جبکہ منسوب الیہ مان لے — ورنہ ہمکو نسب کے ثابت کرنے
ثبوت بہم پہنچانے سے کیا علاقہ — الحاصل — یہ کتاب سرکہ آسا اور
رسالۂ مختصرا — مرکب غریب و ترکیبات عجیب کا مجموعہ ہی — اور
ہٹ دھرمی کا متن مجموعہ ہی — جس سے شبلی صاحب کی بخوبی شہرت
ہو گئی — اس سرے سے اوس سرے تک کوئی لفظ ایسا نہین کہ
نادر الوجود نہ ہو باوجود اسکے اوس کتاب کی چار سطرین بھی بکثرت غلطیون
اور منافر الالفاظ سے محفوظ نہ رہ سکین — اگر ہم ان لغزشون کو
دکھلائین تو ہر لغزش کے لیے اک جداگانہ عصا تیار کرنا پڑے — لیکن
مشتے از خروارے — جہان ضرورت ہوگی ہم بعض عبارتون کا ذکر کرینگے —
یہ کتاب مثل آب حیات + کشتہائے صدق کا مخزن ہی —

(بہارستان سخن) تسامح کا سعدن۔

حاشیہ

کتاب آب حیات کے دروغ مضامین کے مضمون کو اک خواص سخن نے تنقید کے تیکھے موتیون سے پاٹ دیا ہی - اور اوس کا نام + تنقید آب حیات + رکھکر شائع کیا ہی - مطبع تصویر عالم سے شاید مل سکے افسوس ہزار افسوس - جناب مولوی محمد حسین صاحب پانی پتی - مولف آب حیات کی حیات شریف وشیرین مرض جنون کے چھینٹون سے تلخ ہوئی + سچ ہی + عارفان خدا کو کسی پیرایے مین برا کہنا اچھا نہین ہوتا - اب رہی بہارستان سخن وہ بحر العلوم فاضل کامل حاوی معقولات وطبعیات جناب مولوی امداد امام صاحب کی تصنیفات سے ہی - اونکی سخن سنجی کا کیا کہنا داد نکتہ دانی دی ہی - شاعری وتخئیل کو اس فصاحت وخوبی کے ساتھ بیان کیا ہی - جس سے زیادہ خوش اسلوبی ممکن نہین - باینہمہ محل تخئیل مین بمقتضاے بشریت سہو کا کھایا ہی - اس کے سوا اون پر کوئی الزام عاید نہین ہو سکتا - تعجب ہی کہ ایسا ہمہ دان - چوک جائے - اسی جہت سے اونھون نے کتاب بھر مین کہین کلام مرزا صاحب مرحوم کا ذکر نہین کیا - اب ہم سے سنیے صبح دشت کربلا معلے کیسی جنگل ہند وستان کی صبح نہین ہی - اور نہ ہمارے تمھارے کسی باغ کی صبح ہی - اسی طرح براق حضرت خیر الوریٰ دلدل حضرت علی مرتضیٰ - ذو الجناح حضرت خامس آل عبا - عقاب حضرت علی اکبر شبیہ پیغمبر - اور اسپ باوفاے حضرت ابو الفضل العباس روحی فداہ جس نے راکب کے ساتھ تین دن کی پیاس مین علقمہ کا پانی باوجود حکم راکب نہین پیا - اور سب حضرات شہداے کربلا علیہم التحیۃ والثنا کے گھوڑے اون حضرات کی برکت سواری سے ہمیشہ کے سے مرکب نہین رہے تھے - اور اون حضرات کی شمشیرین اور نیزین اور اونکی

شمشیر زنی خصوصاً بریش ذوالفقار حیدر کرار بخیر نوار اور مشہور تھی۔ پس ہمہ شما کی تلواروں سے اور قوت حرب وضرب سے فطرتی تقابل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ تقابل من قبیل ہجو اور سبب سعیبت ہو تو عجب نہیں بشرطیکہ ناظم کی نیت عمداً تنزل کی طرف ہو۔ ورنہ بے محل ہونے مین توشک نہ ہوگا۔ پس اون حضرات کی تعریف مین مافوق العادت مضامین اعجاز و کرامت نظم ہوتا چاہیے ہین۔ جیساکہ معمول ہو اور حصہ و خاصہ مرزا صاحب مرحوم کا ہے جو سوا اوسکے اور کسی کے کلام مین نہین پایا جاتا لیکن بہ ندرت مثلاً

شعر

نہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پا
تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلان دہد

اسپر (بہارستان سخن) مین خلاف فطرۃ ہونے کا الزام لگایا گیا ہے اور درست و بجا ہو۔ مگر کہان سرداری قزل ارسلان مین۔ اگر یہی شعر آنحضرت کی مدح مین اسطرح پر ہوتا۔

شعر

نہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پا
تا بوسہ بر رکاب شہ مرسلان دہد

تو زنہار خلاف فطرۃ نہ ہوتا بلکہ نہایت مذاق صحیح کے مطابق و موافق ہوتا بعینہ یہی حال اون حضرات کی تعریف نگاری مین کلام مرزا صاحب کا ہو جنکو خدا نے مذاق صحیح دیا ہے
وہی سمجھتے ہین۔

ہ

آنانکہ می دانند می دانند

شعر

جوش وحشت میں نہیں چھیڑتے دیوانوں کو
ہمنے ناصح کو بتایا ہی یہ گر تب سمجھا

یہ اک مشہور شعر ہی مصنفہ۔ امیر کبیر شاعر بے نظیر عالیجناب
نواب مستطاب معلے القاب سید عباس صاحب متخلص بہ سعید
دام اقبالہ رئیس عظیم آباد تلمیذ جناب مرزا اوج صاحب۔

{ دفع دخل }

اگرچہ مرزا صاحب مرحوم نے فطرتی طور پر بھی کہا ہوا اور بجہت
کثرت کلام ان سے کچھ بھی بہت سے بہت ہیں جنمیں سے کچھ تعریفاً۔
کتاب موازنہ میں صفحہ ۲۷۹ سے صفحہ ۲۸۰ تک اس زمین میں
دبانے کے شعر خواہ کو بشتم سے پیاس ہیں۔ درج ہیں لیکن وہ

ہ

آنچہ مخر تست آن سنگ من است

کی ذیل میں۔ بلحاظ نادر الکلامی ہیں۔ نہ اصلی رنگ اون مرحوم کا
جو مقبول بہ کرامت ہیں۔ فافہم

عبارت ردّ الموازنہ

کتاب موازنہ میں جہاں شاعری کا بیان ہی یہ عبارت ہی۔
شاعری کے دو جزو ہیں۔ مادہ وصورت
یعنی کیا کہنا چاہیے اور کیونکر کہنا چاہیے۔

انسان کے دل میں۔ کسی چیز کے دیکھنے
سے یا کسی حالت یا واقعہ کے پیش
آنے سے جوش و مسرت۔ عشق
و محبت۔ درد و رنج۔ فخر و ناز۔ حیرت و
استعجاب۔ طیش و غضب۔ وغیرہ
وغیرہ کی جو حالت پیدا ہوتی ہے۔ اس کو
جذبات سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان جذبات کا
ادا کرنا شاعری کا اصل پہلو ہے
ان کے سوا عالم قدرت کے مناظر
مثلاً گرمی و سردی۔ صبح و شام۔ بہار
و خزان۔ باغ و بہار۔ دشت و صحرا۔
کوہ و بیابان۔ کی تصویر کھینچنا۔ یا عام
واقعات اور حالات کا بیان کرنا۔
بھی اس میں داخل ہے۔ لیکن یہ شرط ہے
کہ جو کچھ کہا جائے۔ اس انداز سے کہا
جائے کہ جو اثر شاعر کے دل میں ہو۔
وہی سننے والوں پر بھی۔ چھا جائے۔
یہ شاعری کا دوسرا جزو یعنی اس کی
صورت ہے۔ اور انھیں دونوں جزون
کے مجموعے کا نام شاعری ہے۔ باقی خیال بندی۔
مضمون آفرینی۔ دقت پسندی۔

مبالغہ۔ صنایع و بدایع۔ شاعری کی حقیقت مین داخل نہین۔ اگرچہ بعض جگہہ یہ چیزین نقش و نگار اور زیب و زینت کا کام دیتی ہین۔

(اب ہم اس عبارت موازنہ کی لغزشین دکھلاتے ہین)

شبلی صاحب۔ لکھتے ہین۔ شاعری کے دو جزو ہین۔ مادہ و صورت یعنے کیا کہنا چاہیے اور کیونکر کہنا چاہیے۔

ردّ الموازنہ

مادہ بتشدید یہ۔ اصل ہر چیز اور سامان ہر چیز۔ اور سامان ترکیب ہر شی کہ مادہ ہوا سطے غیر شئے کے۔ کسی چیز کی زیادت متصلہ ہین۔ کذا فی الغیاث۔ صورت کسی چیز کا پیکر و نقش و نمونہ۔ کذا فی المنتخب

اب ناظرین باتمکین انصاف کی آنکھون مین اگر خاک نہ ڈالین۔ تو حق کی صورت نظر آئے۔ کہ مادہ و صورت کی جو تعریف بیان ہوئی ہے۔ حاشا حقیقتاً و ماہیتاً در کنار بھلا اوس کو کچھ بھی لگاؤ شعر و شاعری سے ہے۔ حاشا نہین اگر بطریق استعارہ و تشبیہ کہا جائے۔ تو اس پر یہ حکم شبلی صاحب قانون حد سماعت عارض ہوگا اسلیے کہ اونھون نے صنایع و بدایع کو جنمین استعارہ و تشبیہ وغیرہ داخل ہین احاطہ شاعری سے نکال ڈالا ہے اور پھر اوسی سطح مین اونکو لاکر جھونک دیا ہے۔ بات اتنی ہے کہ یاد نہین رہا۔ اون کے نزدیک تو نثر مقفّی اور تک بندی ہی یہ دو چیزین شاعری مین داخل ہین باقی سب ہیچ۔

شبلی صاحب۔ کیا کہنا چاہیے۔ اور کیونکر کہنا چاہیے۔

ردّ الموازنہ۔ شاعری پر کیا حصر ہی ہر بات اور ہر کلام کرنے سے پہلے آدمی کو یہ خیال چاہیے۔ کہ ہم کیا کہین اور کیونکر کہین۔ بلکہ ہر کام کے پہلے انجام کار پر نظر رکھنا چاہیے تاکہ اشہب نفس امارہ کو شکستہ پائی حاصل نہ ہو۔

شبلی صاحب۔ انسان کے دل مین کسی چیز کے دیکھنے سن نے یا کسی حالت یا واقعہ کے پیش آنے سے۔

ردّ الموازنہ۔ یہ عبارت بالکل خلاف محاورہ اردو ہی یون لکھنا چاہیے تھا۔ کسی چیز کے دیکھنے سے۔ سن نے سے یا کسی حالت کے یا واقعہ کے پیش آنے سے۔

(ہائے اردو) جب تک یہ مادری زبان نہ ہو۔ ایسی ہی خرابیان واقع ہوتی ہین۔

شبلی صاحب۔ جوش و مسرت۔

ردّ الموازنہ۔ ان دونو کے بیچ مین واو عاطفہ) اک عجیب الخلقت جانور ہی۔ جو کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔

شبلی صاحب۔ جذبات سے تعبیر کرتے ہین۔

ردّ الموازنہ۔ نجانے کون لوگ تعبیر کرتے ہین۔ وہ شاعر تو ہرگز نہ ہون گے۔ کٹھ ملا صاحب ہون تو ہون۔ مرجع غایب الآ ما فی البطن۔

(جذبات) یہ بھی نجانے کہان کی بولی ہی۔ جو اس مقام پر صرف ہوئی ہی۔ غالبًا) اسکولی بولی ہو۔ ورنہ اردو مین تو غصّہ کے معنی پر بولتے ہین۔ مثلاً۔ (صاحب آپ کا جذبہ ہم نہین اوٹھا سکتے۔

واضح ہو۔ کہ بلغاء اور محقق طوسی علیہ الرحمہ نے۔ اس کو
لفظ (تخییل) سے تعبیر کیا ہے۔ اور یہی کہنا چاہیے کہ جامع و مانع
ہے۔ نہ کہ انشد ستند۔

شبلی صاحب۔ اصل ہیولے ہے۔

ردّ الموازنہ۔ اوپر والے مادّہ و صورت کے بعد پھر۔ اصل ہیولے
کہہ کر لکھنا آپ ہی کا حصہ ہے اہل ادب نہیں لکھ سکتے۔

شبلی صاحب۔ بہار و خزان۔ باغ و بہار۔

ردّ الموازنہ۔ باغ و بہار کے بعد۔ باغ۔ اور اوس کی۔
خزان۔ کا ذکر نہ وارد۔

یہ بھی آپ ہی کا ایجاد ہے۔ اگر کہا جائے۔ کہ قبل بہار و خزان لکھنے
سے۔ یہ مطلب آ گیا۔ تو پھر باغ و بہار کی کیا ضرورت تھی۔

شبلی صاحب۔ یا عام واقعات اور حالات کا بیان کرنا بھی۔

ردّ الموازنہ۔ اے سبحان اللہ۔ عام واقعات کے بعد (حالات)
کو لفظ ہندی (اور) کے ساتھ بہ عطف لانا۔ آپ ہی کی قاعدہ دانی
کا مقتضا تھا۔

(عام واقعات) یعنی واقعات عام۔ اس کو ترکیب مقلوبی کہتے
ہیں۔ سنا آپ نے۔ یہ فارسی ترکیب ہے اس کے بیچ میں (واو)
عاطفہ فارسی چاہیے تھا نہ (اور) لفظ ہندی۔ پس عام واقعات
و حالات کہنا چاہیے تھا۔

شبلی صاحب۔ لیکن شرط یہ کہ جو کچھ کہا جائے اس انداز
سے کہا جائے کہ جو اثر شاعر کے دل میں ہے۔ وہی سننے والوں پر بھی چھا جائے۔

رد المواز نہ ۔ یہ دوسری ہوئی ۔ اگر چھا جانا ہرگز محاورہ نہیں
نہ اثر کے ساتھ چھا جانا ۔ اب کوئی بولتا ہے ۔ نہ آئندہ کوئی بولے گا
آپ کا ذکر نہیں ۔ اہل زبان کا بولنا مراد ہے ۔ جونپور و اعظم گڑھ
اور جگہ ہے ۔ اور لکھنؤ اور مقام ہے

شعر

سیکھو اے بلبلو یہ داستان کچھ اور ہے
لکھنؤ کے رہنے والوں کی زبان کچھ اور ہے

یہ اک پرانے سلام کا مشہور مطلع ہے ۔ مصنفہ عالی جناب فصاحت
مآب مرزا محمد طاہر صاحب رفیع سلمہ اللہ تعالے ۔
اسی محاورہ دانی و سخن فہمی شبلی صاحب نے مرزا صاحب و میر صاحب
کے باہم تقابل پر + خلاف اجماع + پبلک سبھر کو بے وقوف
ٹھہرایا ہے ۔ خصوصاً ۔ اہل لکھنؤ کو اور عموماً جملہ اردو دانان عالم کو
پس جو شخص تمام عقلائے دہر کو احمق سمجھے ۔ اور آپ کو عقلمند
اوس کے لیے اس سے زیادہ اور کیا دلیل عقلمندی ہو سکتی ہے ۔

مصرع

تکبر عزازیل را خوار کرد

آپ کے ہم خیال وہی لوگ ہوں گے جو محاورہ دانی و
خوبی فہم میں آپ ہی ایسے ہوں گے ۔
بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا ۔ ان کی دیکھی دیکھا بچارہ وبنگالہ کی چونٹیاں
پہاڑ پر چڑھنے لگیں ۔
(کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھولا) ۔

لیکن اتنا خیال رہے کہ وہ (خیال فاسد) بھی کہین گونگے کا خواب ہو کر تعبیر مین یہ مثل نہ کہوائے کہ (چھوڑو بی بلی چوہا لنگڑا لنڈورا ہو کر جیے گا)۔

۵

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

ہر چند ہم کو حشرات الارض بنگالہ و بہار کے لکھنے والوں سے کچھ علاقہ نہین ہم اون کو قابل خطاب ہی نہین سمجھتے ہم کو کسی + خیال بد + کی جانب توجہ کی ضرورت نہین۔ من ضحک فضحک اس کا ہر شخص قایل ہی۔ آخرت کا مرحلہ تو آخر ہی۔ دنیا ہی مین کردار بد کی سزا ملجاتی ہی مقلد اپنی کورانہ تقلید کی وجہ سے خواہ دوڑتا ہوا خواہ لنگڑاتا ہوا۔ بہر طریق اپنے رہبر کی چال چلتا ہی مگر انجام مین کف افسوس ملتا ہی۔

تنبیہ

جناب میر صفیر مرحوم بلگرامی کے عہد حیات مین فضیحتون کی عیدین ہو چکی ہین۔ کہین پھر۔ عید نوروز کا رنگ نہ اوچھلے۔ جو عظیم آباد سے مظفر پور ہوتا ہوا لکھنؤ اور حیدرآباد دکن تک پہنچے۔ لیکن جو لوگ نسوان کی بدولت پرورش پا لیے ہین اور متمتع ہوتے رہین ہین۔ اون کو جیا سے کیا علاقہ بہر حال آیندہ تفضیحک کی عبارتون پر ہم بھی کوئی دقیقہ تضحیک کا اوٹھا نہ رکھینگے العاقل تکفیہ الاشارہ۔ (دیکھیے) آب حیات کی مسلسل عبارتین بالجملہ مضامین کے غلط ہونے پر بھی ایسی دلچسپ ہین کہ پہرون سنے جایئن

اور بھی نہ ٹھہرے بخلاف نساخ صاحب بنگالی کے کہ اونھون نے بعض محض اصناف نظم و نثر مین کچھ نہ کچھ لکھا ہی لیکن اس نادر انداز کے ساتھ کہ اگر اہل ذوق کو سنائین تو وہ کانون پر ہاتھ رکھکر بھاگ جائین ــ

اور یہی حال بعض شعرائے صوبہ بہار کا ہی کہ استاد یگانہ مشہور زمانہ ہین سب کچھ فرماتے ہین ــ مگر نہ جانے کیونکر اور کیا ــ صاحبان شعور بچشم حیرت دیکھ رہے ہین اگر وہ چھیڑ نکالینگے تو ہم بھی دفاع کرینگے ــ

(رجوع بہ مطلب اول)

جس اثر کو شبلی صاحب نے لکھا ہی اوس کی یہ حالت ہی کہ ہماری کتاب مقدس قرآن مجید ــ جو خدا کا مخلوق و منسوب بخدا کلام ہی ــ اور معجزہ مجسم ہی ــ اوس مین بھی یہ اثر نہین کہ عموماً سننے والون پر ہو ــ تجربہ اور تاریخ شہادت دیتی ہی ــ کہ ابوجہل اپنے ساتھیون سمیت تا زیست ایمان نہین لایا ــ حالانکہ یہی قرآن شریف سنتا رہا ــ اور پھر کیونکر ــ کہ خود آن حضرت کی زبان فیض ترجمان سے ــ بیچارے شعر ــ اور غریب شاعری کی کیا ہستی ہی ــ جس مین وہ اثر ہو کہ جو قرآن مین بھی نپایا جائے ــ

نوبہ اعوذ باللہ من ذالک

شبلی صاحب ــ باقی خیال بندی ــ مضمون آفرینی ــ دقت پسندی ــ مبالغہ ــ صنایع و بدایع ــ شاعری کی حقیقت مین داخل نہین ــ اگرچہ بعض جگہ یہ چیزین نقش و نگار اور زیب و زینت کا کام دیتی ہین ــ

ردالموازنہ ــ زینت ــ کے بعد کا کام ہی بھی بہت ہی خوب ــ

لیجیے جن چیزون کو احاطہ شاعری سے نکال ڈالا تھا وہ زیب و
زینت کے لیے شاعری کا مکان سجنے کو یا خود اوس کا زیور بننے کو
آپ نہین چلی آتین بلکہ بہ مجبوری لائی جاتی ہین ـــ واہ رے
(جامعیت و مانعیت تعریف) حاشا و کلا یہ تعریف شعر و شاعری
نہین ہے ـــ بلکہ اون دونون بدنصیبون پرا تہام و افترا ہے ـ البتہ
وہ تعریفات جو کتب عروض و ادب مین ـــ مثل مقیاس الاشعار
و معیار الشعرا و غیرہ کے وارد ہین وہی صحیح و مکمل ہین ـــ نہ اونھین
کوئی بدل سکتا ہے نہ اون کا بدلنا کسی کی چڑ چڑے سے ممکن ہے ـ تاوقتیکہ
انسان رجعت قہقری کر کے پھر حیوان محض نہ ہو جائے ـ فارجع الیہ ـ

(جہالت کا مونھہ کالا علم کا بول بالا)

ہر ذی ہوش جانتا ہے ـــ کہ سوا الفاظ و اشارات کے جملہ مقاصد
دلی کا مظہر اور کوئی شئی نہین ہو سکتی بس ـــ جتنی بری بھلی باتین
ہین ـــ وہ نہین آسکتین مگر الفاظ مین ـ اور الفاظ ہی مین
جملہ صنایع و بدایع آسکین گے ـــ پھر شعر و شاعری کو صنایع
و بدایع سے علٰحدہ کرنا + کیا + کیونکہ شعر و شاعری خود اک صنعت
ہے اور اونھین صنایع و بدایع مین سے ـــ

(حق یہ ہے)

کہ جن صاحبون کو نظم و نثر مین امتیاز نہ ہو ـــ وہ شعر و شاعری کو
کیا جانین ـــ جیسا کہ اڈیٹر منشی وجاہت حسین صاحب ـــ نے
پرچہ اصلاح سخن مین لکھا ہے اور کیا خوب لکھا ہے ـ
کہ یہ شعر و شاعری کی تشریح نہین کی بلکہ شاعری کی دوسری قسم

نظم کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور رفیل اس کے اوس +
تشریح + کو شبلی صاحب کے اصول موضوعہ سے قرار دیا ہے۔
مین اوس پر اتنا اور اضافہ کرتا ہون — کہ اصول کو مرکب نہ ہونا چاہیے
حالانکہ وہ تشریح جہل مرکب کا نمونہ ہے —
چونکہ منشی صاحب ذہی علم معلوم ہوتے ہین — اسی سبب سے
اونھون نے اوس کو + تشریح + کہا نہ + تعریف +
اس قدر مین اختلاف کرتا ہون — کہ وہ تشریح دوسری قسم
نظم کے بھی متعلق نہین ہوسکتی — اس پر مین اتفاق کرتا ہون —
کہ صرف اپنے خیالات کا شبلی صاحب نے اظہار کیا ہے غرضکہ
بالجملہ (موازنہ) ایسے ہی حشویات کا ذخیرہ ہے جہان — قافیہ صحیح ہے
وہان غلط بتایا گیا ہے — اور کہین عکس اوس کا —
ڈ ہاسے یہ بھی سمجھ مین نہ آئے گا اس لیے کہ دقیق جملہ ہے —
یعنے جہان کہین غلط ہے وہان صحیح بتایا گیا ہے —
میر صاحب مرحوم کا یہ شعر جسے غلط بتایا ہے — حالانکہ وہ صحیح ہے —

شعر

حق نما ہے تو جہان پر ہے یہی آئینا
اس کا عاشق ہو تو ہون کور کی آنکھین بینا

شبلی صاحب — گو متاخرین نے اس کو ترک کر دیا ہے —
لیکن کلام کی وسعت کے خیال سے یہ سختیان اوٹھا دینا چاہیین
ردالموازنہ — پہلا قافیہ (آئینا) مہشد — اس لیے کہ دو سے ہاے کو
الف — کر لیا ہے — دوسرا قافیہ (بینا) —

بحیثیت بیت اور تقیید بیت —
جب سے شاعری پیدا ہوئی ہی — اور جب تک اوس کے قائلون کے
ہاتھ سے اوس کی شہادت ہوگی —
جائز و صحیح ہی — نہ اب متروک ہی — نہ پہلے کبھی متروک تھا — نہ آیندہ
متروک ہوگا —
پھر یہ دعوائے بے معنی — کہ متاخرین نے اس کو ترک کردیا ہی
اور یہ سختیاں اوٹھا دیجائین + یعنی چہ +

قاعدہ یہ ہی

کہ جب ایسے قافیون کو مشدد کرلین تو پھر یہ ترکیب نہ لائین — ورنہ
غلط ہون گے — مثلاً (شخص کینہ) کے ساتھ — نہ + آئینا + مشدد
لاسکتے ہین اور نہ + بینا + لاسکتے ہین — اس لیئے کہ ہائے کینہ
ترکیب کے ساتھ الف ہو کر مشدد نہین ہوسکتی اتنا تو ہم نے
بتا دیا — لیکن (ہائے کینہ) الف ہو کر کیون مشدد نہین ہوسکتی —
یہ ہم اپنے شاگردون کے سوا اور کسی کو نہین بتلاتے —
شبلی صاحب — جن الفاظ مین نون کا اعلان ضرور ہی میر صاحب
اکثر جگہ اعلان نہین کرتے —

شعر

عباس سے یہ کہنے لگے شاہِ دوجہان
تم جا کے اس عرب کو بلا لاؤ بھائی جان

شعر مندرجۂ بالا مین (شاہ دوجہان) باخفائے نون چاہیے تھا —
مگر میر صاحب نے باعلان نون لکھا اور اس طرح شاہ دوجہان —

اور بھائی جان کا قافیہ ملایا۔

ردّ الموازنہ۔ ہائے نادانی۔ ان قافیوں پر اعلان نون کا اعتراض غلط ہی۔ شاہ دوجہان باخفائے نون ہو اور اس کے ساتھ بھائی جان + کا نون بھی باخفا ہی پس اس پر اعتراض اخفا کے نون کا چاہیے تھا۔ نہ اعلان نون کا اس لیئے کہ بھائی جان مین ﴿جان﴾ کا لفظ ہندی ہونے کی جہت سے باعلان ہونا چاہیے تھا۔ افسوس اعتراض کرنے بھی نہ بنا۔ یہ غلط سبق نساخ صاحب بنگالوی کا پڑھایا ہوا ہی جس نے استاد کے بعد شاگرد کی غلطی کو بھی نمایان کر دیا۔

اصلی جواب اس کا یہ ہی۔ کہ یہ ابتدائے کلام میر صاحب کا ہی جبکہ یہ مسئلہ بالتصریح رائج تھا۔

ہم کو میر صاحب سے کچھ پرخاش نہین۔ کہ اون کی غلطیان نکالین البتہ کلام مرزا صاحب مبحوث عنہ ہی۔

پس ہم پر فرض ہی کہ اس بے نظیر و بے عدیل شاعر آل محمد۔ مقبول خاص و عام کے کلام فصاحت انضمام پر جو ایراد بیجا وارد کیے ہین ہم اون کو رد کرین اور حق کو دکھلائین۔ اگرچہ یہ ظاہر ہی۔ کہ اعتراضات موازنہ۔ میزان فن شعر مین کچھ مقدار وقعت نہین رکھتے ماہرین فن ہیچ و پوچ سمجھ چکے ہین۔ جواب کی ضرورت نہ تھی۔ خود خموشی جواب ہو جاتی + لیکن اس خیال سے کہ کہین جہلا کو دھوکا نہ ہو یہ چند سطور لکھے گئے۔

شبلی صاحب۔ ہم مثال کے طور پر دو چار شعر نقل کرتے ہین جن سے فصاحت اور فصاحت کے اختلاف کا اندازہ ہو سکے گا۔

مرزا صاحب مرحوم ع کس نے دی انگوٹھی رکوع و سجود میں۔
میر انیس صاحب مرحوم ع سائل کو کس نے دی ہی انگوٹھی نماز میں۔
مرزا دبیر مغفور ع آنکھوں میں پھر سے اور نہ مردم کو خبر ہو۔
میر انیس مغفور ع آنکھوں میں یون پھرے کہ مژہ کو خبر نہ ہو۔
مرزا دبیر مغفور ع رویا میں بھی حسین کو رویا ہی کرتے ہیں۔
میر انیس مغفور ع حسرت ہی کہ خواب میں بھی رویا کیجے۔
مرزا دبیر مغفور ع جیسے مکان سے زلزلے میں صاحب مکان۔
میر انیس مغفور ع جیسے کوئی بھونچال میں گھر چھوڑ کے بھاگے۔

ناظرین محققین

میں آپ لوگوں سے حلفاً پوچھتا ہوں کہ ان مصاریع مرقومہ میں ― میں کیا نقص ہی ― کسی ایک مصرع کو دوسرے مصرع پر ترجیح نہیں ہو سکتی اس لیے کہ بعض مصرع کا مفہوم ہر مصنف نے جدا رکھا ہی۔

اون پر ذکر شاعری میں ― شبلی صاحب نے یہ لکھا تھا ― کہ شاعر خیال کرلے کہ مجھے کیا کہنا چاہیے اور کیونکر کہنا چاہیے (کیوں صاحب) سامع کو بھی کچھ چاہیے ― یا اندھے بگلے ― کی طرح ― اعتراض کی لکھیروں پر اٹکل پچو موشہ مارا کرے کم سے کم سامع کو اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ آخر کہنے والا کہتا کیا ہی۔

حاشیہ

اس جگہ ہم نے کیا کہتا ہی + نہیں لکھا ― اسے وارثان اردو کے سوا شاید کوئی جانتا ہو ― بات کچھ بھی نہیں ― مگر + تنکے + کی اوٹ پہاڑ۔

عبارت ردّ الموازنہ

مرزا صاحب مرحوم کے پہلے مصرع کی شان نزول یہ ہی — کہ آن حضرتؐ کے عہد میں بہت لوگوں نے بطمع ثواب انگوٹھیاں رکوع و سجود میں دیں — لیکن سوا حضرت علی مرتضیٰ روحی فداہ کے کسی کو نزول سورہ ہل اتےٰ کا شرف حاصل نہیں ہوا — اس سورہ میں اون حضرت کی تعریف عطا ہی —

میر صاحب مرحوم کے مصرع کا یہ مطلب ہی — کہ اون حضرت نے نماز پڑھتے میں انگوٹھی دی — قطع نظر اس سے کہ کسی — اور نے بھی اون حضرت کی تاسی کی یا نہیں کی — یہ اور مضمون ہی اور مرزا صاحب کا اور مضمون ہی پس مختلف مضامین ہونے کی جہت سے موازنہ صادق آسکتا ہی — لیکن مرزا صاحب سے باعث عناد ایسے ہی مضامین ہوئے جن سے موازنہ نفس نبیؐ کا ثابت ہو گیا پس جس نے یہ موازنہ دکھلایا مولوی شبلی صاحب اوس کا موازنہ کیونکر کرتے اس سے اہمال محال تھا —

مصرع مرزا صاحب —

مصرع

آنکھوں میں پھرے اور نہ مردم کو خبر ہو

اس میں لفظ (مردم) اپنے ذو معنیین ہونے کی وجہ سے فصاحت کی جان ہی بلکہ آبرو — اس کے عوض (پتلی) یا اور کوئی لفظ اگر لایا جاتا تو مصرع میں نرا پھوک رہجاتا مغزی معنے خالی رہتی —

مصرع پنجم —

مصرع

رویا ہیں کبھی حسین کو رویا ہی کرتے ہیں

اس سے بہتر مصرع صنعت تجنیس مین جس سے قرآن مجید مملو ہے — بہتر
ہو نہین سکتا — باقی اخیر کے دونو مصرع مرجوعین کے بدرجہ تساوی
ہین نہ اون مین کوئی عیب ہے نہ حسن — معمولی مصرع ہین — مخفی نہ رہے
کہ (موازنہ) کی پوری غلطیان اگر لکھی جائین — تو پھر ایک کتاب ضخیم جداگانہ
چاہیے لہذا بعض اغلاط اوپر دکھلائے گئے — اور بعض اس جگہ بہ نیت ناظرین
کیے جاتے ہین —

شبلی صاحب — ذکر حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام
روحی فداہ مین یہ عبارت لکھتے ہین —
(کہ آن حضرت کو بیڑیان پہنا کر شام تک پیادہ پا لے گئے)

رد الموازنہ — حالانکہ پیادہ پا غلط محض ہے — اساتذہ فارس نے
(پیادہ) کہا ہے — اسی طرح تاہم — جو موازنہ مین جابجا مستعمل ہوا ہے
کایست صاحبون کی بولی ہے — فارسی ہرگز نہین ہے — ایک جگہ قریب المرگ
لکھا ہے — اس ترکیب کے صحیح ہونے مین تو کسی کو شک نہ ہوگا اس لیے کہ
مدرسۃ الاسلام کے ایک مدرس اعلے کا ایجاد ہے —

شبلی صاحب — نے میر صاحب کے اس مصرع پر —

برخواست کی چراغون کو پروانگی ہوئی

یہ اعتراض کیا ہے کہ (پروانگی) غلط ہے —

رد الموازنہ — حالانکہ پروانگی کو غلط سمجھنا غلط ہے — کیونکہ یہ مستند
باللفظ والمعنے ہے — البتہ جو اس کو فارسی سمجھے وہ غلط فہم ہے —
تو میر صاحب نے اسکے فارسی ہونے کا دعوا نہین کیا ہے —

علاوہ اس کے — پروانہ تنخواہ و پروانہ جاگیر — جمع پروانجات — یہ تصرف فارسی دانان ہند کا ہے — نہ کی ندیم شاعر کہتا ہے —

ع

پروانہا ستودہ شد از زبان شمع

کذا فی بہار عجم فی صفحہ ۴۲۹ بس جبکہ پروانجات صحیح ہے تو پروانگی بھی صحیح ہے لیکن جو صاحب ماہر فن نہ ہون اون کو کہان تک سکہایا جائے + پڑھایا جائے + سنی سنائی باتون پر بھروسا کرنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے — اگر کہا جائے کہ بہار عجم سند نہین ہے تو پھر کوئی لغات عربی و فارسی سے سند نہ ہوگا — باب تحقیق بند ہو جائے گا ہان آسمان پر سے حضرت جبریل کوئی کتاب لائین تو مانی جائے لیکن یہ یاد رہے کہ نہ ماننے والے وسے بھی نہ مانین گے —

شبلی صاحب — رفع اغلاط میر صاحب مین لکھتے ہین —

ناگاہ بڑھی فوج ہوا جنگ کا سامان — شہزادے پہ جب ہونے لگا تیغون کا باران
اور گھٹنے لگی طاقت جسم شہ مردان — تلوار علم کرکے کہا یا شہ مردان

کہان مصرعون مین اک جگہ شہ مردان سے مراد خود حضرت امام حسین علیہ السلام روحی فداہ ہین — اور دوسری جگہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام روحی فداہ مراد ہین —

ردّ المواز نہ — یہان تو حد خوش فہمی کی دکھلائی ہے — ای سبحان اللہ واضح ہو کہ بعض وصفی لقب باوجود نام نہ ہونے کے اپنے اتفاق کے کسی وصف خاص کی جہت سے مخصوص ہو جاتے ہین — پس یا شہ مردان

سوا امیر المومنین روحی فداہ کے کسی معصوم کو نہین کہہ سکتے جیسا کہ امیر المومنین سوا ان حضرت کے اور کسی معصوم کو نہین کہہ سکتے بحکم حدیث آن حضرت تا اینکہ خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نہین کہہ سکتے —

تنبیہ

دراصل اک جگہہ شتہ ذی شان ہے —

شبلی صاحب — اک جگہ لکھتے ہین کہ متمم نام اک شخص بھتا اوس کے مرثیہ پر حضرت عمر اگرچہ نہایت مضبوط دل کے آدمی تھے لیکن ضبط نہ کر سکے بے اختیار رونے لگے —

ردّ الموازنہ — اس مضبوط دل + والے فقرے کی داد اہل تشیع نہین دے سکتے اہلسنت دینگے —

شبلی صاحب اک مقام پر لکھتے ہین کہ (ابو العلاء ناسخ ملحد شاعر نے قرآن مجید کا جواب لکھا —

لوگون نے کہا کہ گو یہ کلام بلیغ ہے — مگر قرآن کی سی روانی و صفائی نہین پائی جاتی — اوس نے کہا ہان ابھی تو نہین لیکن جب چار سو برس نمازون مین منجکر صاف ہوجائے گا تو روانی آجائے گی —

ردّ الموازنہ — ہا افسوس — کہان سے نماز تراویح کی سند نکالی گئی ہے جس سے بقول قائل اوس بدعت حسنہ پر — قوم کا پہلو عاید ہوتا ہے — (اک عجیب مضمون نیا گورکھ دھندا)

شبلی صاحب — اک مقام پر تحریر کرتے ہین —

انیس کا مصرع ہے — ع

فرمایا آدمی ہو کہ صحرا کا جانور

اس مصرع مین ـ صحرا ـ کے بجائے + جنگل + کا لفظ استعمال کیا جائے تو یہی لفظ غیر فصیح ہو جائے گا پھر لکھتے ہین ـ

شعر

طائر ہوا مین مست ہرن سبزہ زار مین
جنگل کے شیر گونج رہے تھے کچھار مین

یہان جنگل کے بجائے صحرا لاؤ ـ تو مصرع پھس پھسا ہو جاتا ہی ـ

شعر

کھا کھا کے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا
تھا موتیون سے دامن صحرا بھرا ہوا

اگر ـ اوس + کے بجائے + شبنم + کا لفظ لایا جائے تو فصاحت خاک مین ملجائے گی ـ لیکن یہی + اوس + کا لفظ جو اس موقع پر اس قدر فصیح ہی ـ اس مصرع مین ـ

مصرع

شبنم نے بھر دیے ہین کٹورے حباب کے

شبنم + کے بجائے لاؤ تو فصاحت ہوا ہو جائیگی ـ

ردّ الموازنہ ـ نقل کفر کفر نہ باشد ـ توبہ توبہ ـ شبلی صاحب نے مبتذل و عامیانہ و سوقیانہ و سفیہانہ ـ یہ سب کلمات جا بجا مرزا صاحب کی شان اقدس و اعلے مین ـ صرف کیے ہین ـ لیکن ہم یہ الفاظ ہرگز شبلی صاحب کی نسبت استعمال نہ کرین گے اس لیے کہ کسی شریف و مہذب آدمی کا یہ طریقہ نہین ہو سکتا ـ بلکہ ہم اوس مضمون عجیب کو سوتے ہوے آدمی کا خرانا ـ یا کسی ایا ہج آدمی کی باد مخالف کا رنا بھی

نہ کہین گے ــ البتہ کسی پہنچے ہوے فقیر مجذوب کی بڑ کہین گے اس لیئے
کہ لفظ جذبہ ہم کو موازنہ سے ہاتھ آچکا ہی ــ افسوس ہزار افسوس ــ
اگرچہ یہ زمانہ اہل علم سے خالی ہوتا جاتا ہی مگر نہ ایسا کہ کوئی بھی باقی
نہ رہا ہو ــ جو اس عجیب مضمون کو سمجھ سکے ــ

ایہا الناظرین

اوس + کی جگہہ + شبنم + نہین لاسکتے ــ اس لیئے کہ + شبنم کھانا +
محاورہ نہین ہی + اور اوس کھانا محاورہ ہی البتہ + شبنم نے کٹورے
حباب کے بھر دیے + بلکہ اوس نے کٹورے حباب کے بھر دیے +
دونون طرح اردو سے محاورہ درست و بجا ہی ــ لیکن + اوس + کو
ترجیح ہی ــ اس مقام پر اس لیے کہ + اوس + بھی ہندی ہی ــ اور
کٹورہ بھی ہندی ہی ــ تناسب الفاظ ہو جائے گا ــ

پہلے مصرعون مین ــ جہان چاہیے صحرا پڑھیے اور جہان چاہیے
جنگل پڑھیے ــ زنہار سرمو فصاحت و محاورہ مین کمی نہ ہوگی
اور نہ آیندہ ہو سکتی ہی ــ باتفاق جمہور + کوئی شہری آدمی لکھنو کا
اس سے کچھ التفات نہ تھا نہ ہی نہ ہوگا ــ

ہاے فہم رسائی نہ جانے کہان سے کہان پہنچکر کیا سے کیا لکھوا دیا ــ

اب عبارت کو دیکھیے

شبنم کے بجاے ــ اوس کے بجاے ــ صحرا کے بجاے ــ ہرگز
یہ اردو کا محاورہ نہین + یہ کوئی باجا نہین ہی کہ بجے جائے ــ
یون چاہیے تھا شبنم کے بدلے ــ اوس کے عوض + صحرا کی جگہ +
اوس پر یہ قیامت کا جملہ تحریر ہوا ہی ــ حد کی محاورہ دانی دکھائی ہی ــ

دکہ مصرع پھس پھسا ہو جاتا ہے + ہاے اُردو —

{مصرع ۴} — کوئی مٹی کا برتن نہین ہے —

تاگا نہین ہے — کاغذ نہین ہے — کپڑا نہین ہے — لکڑی نہین ہے — کہ پھس پھسا ہو جاے — کیونکہ سوا ان چیزون کے اور کسی پر پھس پھسے پن کا اطلاق نہین ہو سکتا —

{تفریح}

البتہ — اگر کسی کو عملیات کا شوق ہو تو صحرا سے مذکور کا صاد مفتوح اور جنگل کا لام ساکن — باہم ملا لے تاکہ — صَل صَل صَل + ہو جاے — پھر اسکی کو + سات دن + چالیس بار + تینون کی تسبیح پڑھے — تو مسلسل بحث کرنے مین ہر شخص اسی کے نام پر صاد کرے گا — دیکھو یہ وہی + صاد ہے + جو صحرا مین تھا + مسلسل + مین آکر + سین + اور بحث مین آکر + ثے + ہو گیا — کیونکہ انگریزی مین ان تینون حرفون کے لیے ایک ہی حرف + سین + ہے اب اس سے بڑھ کر اور کیا آسانی ہو سکتی ہے — ہم تو قایل ہو گئے کوئی نہ مانے تو نہ مانے —

واضح ہو کہ — انسان کے لیے دینی و دنیوی عزت ہوا کرتی ہے — حق تعالے نے مرزا صاحب کو یہ دونو عزتین ایسی عنایت فرمائین جو اظہر من الشمس ہین — چنانچہ کتاب شمس الضحے مین ہے — کہ جب جناب مرزا صاحب بضرورت قدح چشم کلکتہ تشریف لے گئے تو بادشاہ جم جاہ حضرت واجد علیشاہ نے اپنا مہمان فرمایا اور روہ

کوٹھی نواب مونس الدولہ مین حسب الحکم مقیم ہوے - اور اعلیٰحضرت
بازدید کو بھی تشریف لائے - اور مرزا صاحب کی عرضداشت پر
بہ دستخط سلطانی ہوے -

۹

گر بر سر و چشم من بیائی
بر فلک نہم کہ کیمیائی

مورخہ ۲۹ - ذیحجہ سنہ ۱۲۹۱ھ اور سبطین آباد کی مجلس مین ہزارہا آدمی کے
مجمع کے سامنے اعلیٰحضرت نے دروازہ سبطین آباد تک آکر مرزا صاحب کا
استقبال فرمایا اور اپنے ہمراہ لیجاکر صدر مجلس مین اپنے سلطانی
تکیے پر اپنے پاس بٹھایا اور پھر بالاے منبر تشریف لیجاکر پچیس بند
نو تصنیف تعریف مرزا صاحب مین بحضور خاص و عام پڑھے -
اک بیت اون بندون مین کی یہ ہے

بچپن سے اُن کے دام سخن مین اسیر ہون
مین کم سنی سے عاشق نظم دبیر ہون

یہ تو بعد انتزاع سلطنت کے زمانہ کی تھی اس کے قبل
عہد دولت و سلطنت مین شہنشاہ جنت مکان کے یہان ایک دن
مجلس تھی - اور مرزا صاحب پڑھ رہے تھے کہ اعلیٰحضرت تشریف
لائے - دیکھا کہ شامیانہ اک طرف سے ڈھل گیا ہوا اور دھوپ مرزا صاحب پر
آگئی ہے - فی الفور ظل اللہ اٹھ کھڑے ہوے اور اپنا چتر شاہی
مرزا صاحب کے سر پر کھولا - اور تا ختم مرثیہ چتر کو اپنے دست
حق پرست مین لیے رہے - مرزا صاحب نے عرض کیا کہ یہ تو سخت

بے ادبی ہی — فرمایا کہ آپ لوہین پڑھے جا سیئے الامر فوق الادب —
اور اسقدر افزائی پر کچھ استعجاب نہین ہوسکتا اس لیئے کہ مرزا صاحب کے
اجداد ہمیشہ سے ذوی عزت ہوتے آئے ہین — شہنشاہان دہلی کے
یہان سے اکثر پنجہزاری رہے اور بعض صوبہ دار کشمیر ہوے — بعض
سلاطین دہلی کے استاد تھے دیکھو فرامین شاہان سلف جو کتاب
شمس الضحےٰ مین ہین —

تقابل

واضح ہو کہ جبتک ایک ہی بحر مین ہم قافیہ و ہم ردیف اشعار
نہ ہون — پورا موازنہ کلام کا نہین ہوسکتا — اس موقع پر اسی جہت سے
ہم طرح غزلین مشاعرون مین ہوا کرتی ہین —

تقابل تام

رباعی میر صاحب مرحوم

داغ غم شہ سینے مین گل بوٹے ہین — مجلس مین ریاسے جو کہ روتے ہین انیس
کیا کیا گوہر بیش بہا لوٹے ہین — اشکون کے بھی موتی ہین مگر جھوٹے ہین

رباعی مرزا صاحب مغفور

مجلس مین گل اشک عزا لوٹے ہین — یان اشک بہای کا بھی ہوں مُشت
ثابت ہو دلا شیشۂ دل ٹوٹے ہین — موتی سچے ہین جوہری جھوٹے ہین

میر صاحب

قبضہ تو رہا دست جناب شہ دین مین
اور تا سر دنبالہ در آئی وہ زمین مین

مرزا صاحب

جھیلوں میں ہیں درند درختوں پہ ہیں پرند ہے دھوپ میں رسول کا فرزند ارجمند

غربت میں بیکسی ہے شہ دین پناہ پر
سایہ ہے آفتاب کا زہرا کے ماہ پر

وہ دن ہیں جن دنوں نہیں کرتا کوئی سفر صحرا کے جانور بھی نہیں چھوڑتے ہیں گھر
رنجِ مسافرت میں ہیں سلطان بحر و بر لب برگِ گل سے خشک ہیں چہرے عرق میں تر
آتی ہے خاک اڑ کے بیابان و بیار سے
گیسوے مشکبار اَٹے ہیں غبار سے

اہل حرم ہیں محمل و ہودج میں بے قرار معصوم پانی مانگتے ہیں رو کے بار بار
بانو پکارتی ہے کہ یا شاہ نامدار گرمی سے جاں بلب ہے مرا طفل شیرخوار
کیونکر یہ دکھ اٹھے گا جہ تشنہ کی جان سے
گرمی ہے یا برستی ہے آگ آسمان سے

چلاتی ہے سکینہ کہ اچھے مرے چچا محمل میں گھٹ گئی مجھے گودی میں لو ذرا
بابا سے اب کہو کہیں خیمہ کریں بپا ٹھنڈی ہوا میں لیکے چلو تم پہ میں فدا
سایہ کسی جگہ ہے نہ چشمہ نہ چاہ ہے
تم تو ہوا میں ہو مری حالت تباہ ہے

کیوں صاحب تین برس کی لڑکی چشمہ و چاہ کو جانتی ہے اور نہیا جو فرق ہے اوسے پہچانتی ہے —

جواب

فطرتاً تو نہیں — مگر خاندان رسالت کے بچے صغیر و کبیر یکساں ہیں۔
ذہین کہاں ہیں فطرتی تقابل کرنے والے دیکھیں

مرزا صاحب مطلع مرثیہ

۵

ای مومنو حسینؑ سے مقتل قریب ہے

بند

مشعلِ شور گرم تھا پانی مین ہر حباب — ہوتی تھین سیخ موج پہ مرغابیان کباب
گلشن صدف تھی دانہ بریان دُرِ خوش آب — آتش سے دانی لعل بدخشان تھا آب آب
یہ دھوپ تھی کہ دانہ کا بچنا محال تھا
دانہ بچا بھی جلنے سے تو خال خال تھا

دو دو قدم پہ ہوتے تھے اطفال بے حواس — اک پانی پانی کہتا تھا اور ایک پیاس پیاس
یون قافلہ تھا گرد علمدار حق شناس — جسطرح پیاسے چشمۂ کوثر کے آس پاس
عباسؑ شان ساقیٔ کوثر دکھاتے ہین
اک دم مین ساری فوج کو پانی پلاتے ہین

فرماتے ہین حسینؑ غضب کی تپش ہے ہائے — کیا ہو جو ایسی دھوپ مین پانی نہ ہاتھ آئے
کہتے ہین خیر خواہ نہ وہ دن خدا دکھائے — مولا جواب دیتے ہین اللہ ہی بچائے
پانی تو منزلون مین ابھی پیتے جاؤ گے
آتا ہے اک مقام کہ قطرہ نہ پاؤ گے

اب یون کتب مین منزل آخر کا ہے بیان — زہرا کا چاند اول شب کو ہوا روان
منزل دراز + رات سیہ + راہ بے نشان — جنگل مہیب + خار مغیلان یہان وہان
تن غازیون کے کانٹون سے افگار ہو گئے
آلودہ خار سے گلِ بے خار ہو گئے

سنبل صفت قبا ہوئی ہر گل کی تار تار — پلکون کی طرح بھر گئے چشمِ زرہ مین خار
زینبؑ حسینؑ کے لیئے ہو ہو کے بے قرار — کہتی تھی ڈھال روک لو مونھ پر بہن نثار

کانٹے غضب ہین باگ اوٹھائے ہوے چلو
اکبر کو بھی سپر مین چھپائے ہوے چلو

میر صاحب — مطلع مرثیہ — صبح کا ہونا

بند

طے کر چکا جو منزل شب کاروان صبح　　ہونے لگا افق سے ہویدا نشان صبح
گردون سے کوچ کرنے لگا اختران صبح　　ہر سو ہوئی بلند صدائے اذان صبح
پنہان نظر سے روئے شب تار ہو گیا
عالم تمام مطلع انوار ہو گیا

خورشید صبح نے جو اوٹھائی نقاب شب　　در کھل گئے فلک کے ہوا بند باب شب
انجم کی فرد فرد سے لیکر حساب شب　　دفتر کشائے صبح نے اولٹی کتاب شب
گردون پہ رنگ چہرۂ مہتاب فق ہوا
سلطان غرب و شرق کا نظم و نسق ہوا

پہنچا جو حکم مہر سے فرمان عزل شب　　گردون پہ عاملان سحر ہو گئے نصب
منشی آسمان سے دفتر ہوا طلب　　بس جا بجا سے اوٹھ گئی انجم کی فوج سب
تا صبح فرد فرد مین بے گانگی ہوئی
برخواست کی چراغون کو پروانگی ہوئی

مرزا صاحب — مطلع — صبح کا ہونا

گلگونۂ شفق جو ملا حور صبح نے　　اسپند مشک شب کو کیا نور صبح نے
گرمی دکھائی روشنی طور صبح نے　　ٹھنڈے چراغ کر دیئے کافور صبح نے
لیلی شب سے حسن کی دولت جو لٹ گئی
افشان جبین سے انجم رخشان کی چھٹ گئی

پیدا ہوا سپیدۂ طلعت نشانِ صبح　　سلطانِ صبح نے کیا قصد اذانِ صبح
باندھا عمامہ نور کا پہنا کتانِ صبح　　چرخِ چہارمی پہ گیا خطبہ خوانِ صبح
رخ سب کے سوئے قبلۂ امید ہو گئے
سرگرم سجدہ عیسیٰ و خورشید ہو گئے

آیا عروج پر شہِ گیتی ستانِ مہر　　پرچم کشا ہوا علمِ زر فشانِ مہر
لی روز نے پناہ بزیرِ نشانِ مہر　　اور لشکرِ شعاع نے تانی سنانِ مہر
نیزہ کرن کا دیدۂ گردوں میں ڈالکر
مغرب میں پھینکی رات کی پتلی نکالکر

ذرّوں میں نورِ مہر در آیا قمر قمر　　لوٹا سحر نے معدنِ شبنم گہر گہر
بڑھکر نقیب نور پکارا سحر سحر　　فرمانِ نجوم و بدر کو پہنچا بدر بدر
برقع جو اوٹھ گیا تھا رخِ آفتاب کا
پردہ تھا فاش صبحِ مطلعِ نقاب کا

میر صاحب سے اوسی مرثیہ میں حضرت حُرؓ کا نکلنا فوج کفار سے

بند

دوزخ سے میں تو جاتا ہوں لے جانبِ ارم　　روکے تو آ کے مجھکو نزالشکرِ ستم
چھیڑا فرس کو کہکے جو یا سیدِ امم　　طاؤس کیطرح سے اوڑا اسپِ خوش قدم
ہاں ہاں کہا کیے یہ وہ بس سے نکل گیا
آئی صدا کہ چاند گہن سے نکل گیا

{ حُرؓ جب قریب سپاہ خدا پہنچے }

بند

پھیلا کے ہاتھ کہنے لگے شاہ دین پناہ — لگ جا گلے سے روکی تو روکی ہماری راہ
ہے تو تو دوست ہم تو ہیں دشمن کے خیر خواہ — تیری نہ کچھ خطا ہے نہ ہاتھوں کا ہے گناہ
تجھکو نہ بخشدیں یہ رحیمی سے دور ہے
روکا تھا ہم کو موت نے تو بے قصور ہے

مرزا صاحب — اوسی مرثیہ میں حر کا نکلنا فوج کفار سے

بند

غل تھا وہ مشرکوں سے مسلمان جدا ہوا — نصرانیوں سے عیسیٰ دوران جدا ہوا
ظلمت سے نور کفر سے ایمان جدا ہوا — بادل سے آفتاب درخشان جدا ہوا
جنت کو کس طریقے سے حر بے محل گیا
عقرب سے چاند چاہ سے یوسف نکل گیا

جب حر قریب سپاہ خدا پہنچے

بند

یاں حر کو روکا ہاشمیوں نے ادھر ادھر — پوچھا کدھر کدھر یہیں بتلا ٹھہر ٹھہر
رستے میں ہاتھ ڈالا تھا حضرت کی باگ پر — اب کیا خیال ہے بے ادبی ہے بیان کر
زینب کے لال بیچ چھوٹے سے تول کر
للکارے پہلے تیغ و سپر رکھ دے کھول کر

میر صاحب — مطلع مرثیہ

آمد ہے کربلا کے نیستان میں شیر کی

میان سے تلوار کا نکلنا

یہ کہکے لی دلیر نے تلوار میان سے مسکن چھٹا ہما ئے سعادت نشان سے
نکلی جو عندلیب ظفر آشیان سے چمکے شرار سے پھول جھڑے آسمان سے
دکھلائی شکل قہر خدا کے جلیل نے
آنکھوں پہ ڈر کے رکھ لیئے پر جبرئیل نے

ہوش و حواس ظلم سپہ پر اوڑا دیئے دو دو کے ایک ہاتھ میں بازو اوڑا دیئے
راکب کے پاؤن گھوڑے کے پہلو اوڑا دیئے ڈالی کسی نے آنکھ تو ابرو اوڑا دیئے
تھا نور یہ حشم شبیر آلہی جلال میں
بجلی چھپی ہوئی تھی سیاہی کی ڈھال میں

بجلی تھی جس پرے کی طرف آکے پھر گئی ناگن تھی اک کہ موج پہ لہرا کے پھر گئی
دم میں لہو زمین پہ برسا کے پھر گئی اللہ رے مونہہ صفین کی صفیں کھا کے پھر گئی
کاٹے جگر تو اور دلیری ہوئی اوسے
سیروں لہو پیا پہ نہ سیری ہوئی اوسے

مرزا صاحب — مطلع

ف

فولاد کی ضریح میں کس کا مزا رہی

حال حضرت عباسؑ روحی فداہ — میان سے تلوار کا نکلنا

بند

نکلی غلاف نور سے تفسیر جوہری یا آکے دست بوس سلیمان ہوئی پری
یا حجلہ سے عروس نے کی جلوہ گستری یا تھی یہ شاخ میوۂ طوبیٰ ہری بھری

اس ہاتھ سے مراد ہین تھین جو وہ ملگئین
باچھین خوشی سے تیغ کے قبضے کی کھل گئین

پھل وزن مین تھا پھول تجلی مین تخلِ طور گرمی مین محض نار تو نرمی مین صاف نور
آسیب سایہ چال پری قبضہ چشم حور خود لہر آب زہر تڑپ قہر شور صور
یون دفعتہً زمین سے کھنے گئی آسمان پر
جس طرح غصہ آئے کسی ناتوان پر

اعتراض موازنہ

نور مین نرمی کیسی ۔

جواب رد الموازنہ

روشنی کا جسم اب اہل طبعیات کو محسوس ہوا ہی لیکن اہل ایمان باب مدینۃ العلم کی بدولت سیکڑون برس پیشتر سے جانتے ہین ۔

بند

اس تیغ سے تھا سارے زمانے مین ماہ عید روشن تھا پنجتن کے گھرانے مین ماہ عید
آنے مین روز وعدہ تو جانے مین ماہ عید صایم کو تھا غذا کے کھلانے مین ماہ عید
دل کی شکست ہونے سے فاقہ کا در کھلا
برسون کے بعد روزۂ فتح و ظفر کھلا

ٹیپ کسی بند کی حال تشنگی حضرت مین ۔

س

اللہ ری تشنگی شہ کیوان اساس کی
کانٹے زبان کے تو لتے تھے قدر پیاس کی

ٹیپ کسی بند کی تعریف سمند مین ۔

ف

طی ہر قدم پہ ایک مہینہ کی راہ ہے
رویت ہلال نعل کی اس پر گواہ ہے

نقل

جناب بلاغت انتساب مولوی حسن مرزا صاحب مرحوم ناقل تھے کہ میں اکثر جناب قدسی القاب مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کی خدمت میں جایا کرتا تھا وہ جناب ان مصرعوں کو پڑھ کر تعریف میں فرماتے تھے کہ یہ مضمون تو فارسی میں بھی نہیں دیکھا گیا اور ان حضرت کا وسیع النظر ہونا عبقات سے الم نشرح ہے

تنبیہ

اب کوئی صاحب فارسی میں یہ مضمون نظم کر کے کسی شاعر قدیم کے نام زد کر دیں لیکن اہل درایت فن درایت سے آگاہ ہیں تنقید فرمالینگے

میر صاحب مطلع مرثیہ

ف

ای مومنو مصروف رہو یاد خدا میں

تعریف اسپ

بند

کیا اسپ فلک سیر کی سرعت کا لکھوں حال | میدان میں وہ تھا گرم عنان برق کی تمثال
تھی حور کی کاکل کی طرح نور فشاں یال | پہنچے نہ صبا اوسکے کبھی گرد کے دنبال

سایہ سے بھی بچا آگے بوقت تگ و دو تھا
سم بلد رستے تھے پر نعل درخشان سپر تو تھا

جب تیغ سے پیرون کو قلم کرتے تھے شبیر — جاتا تھا اُترتا رون مین تلوارون پہ جون تیر
پڑ کر کے ادھر پھیرتے جب رخ شہ دلگیر — آتا تھا پیادون پہ سوارون کی صفین چیر

سیماب کی صورت نہ قرار اسکو کہین تھا
کرتے تھے جہان قصد شہ دین یہ وہین تھا

مرزا صاحب مطلع مرثیہ

ے

ای دبدبۂ نظم دو عالم کو ہلا دے

تعریف اسپ مین

پرواز مین شہباز تخیل جو ہے بیباک — جب آنکھون کے مردون نے چھپا گئے ہین تہ خاک
توسن ہے وہ چالاک کہ سکتے مین ہین افلاک — مہندی سے ابھی لال بھبوکا تھے سم پاک

جولان جو ہوا ایک صبا رہ گیا پیچھے
بڑھتے ہی قدم رنگ حنا رہ گیا پیچھے

کیا نسبت شبدیز فلک سے یہ چھپر بند — وہ شوخ یہ شائستہ وہ پیر اور یہ ناکند
بدلے کئی رنگ ابلق ایام مین ہر چند — جو تھا دم خلقت وہی اب تک ہے یہ سمند

اس رخش سے کے موہم پہ کوئی دن ٹھہر نہین سکتا
چلنے مین یہ سرعت ہے کہ سن ٹھہر نہین سکتا

ان مضامین کا تو سمجھنا ہی مشکل ہے۔ کتاب عشرۂ مبشرۂ مجالس مین بہی القاب جناب مفتی میر عباس صاحب قبلہ طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ نے کیا خوب تشریح فرمائی ہے یہ کتاب چھپکر شایع ہو چکی ہے۔ دیکھو اوسے

اور مصرع کو درست کرو

میر صاحب مطلع مرثیہ

اے مومنو مصروف رہو یاد خدا میں

حضرت کا میدان میں تشریف لیجانا

زینب سے یہ کہکر ہوئے رخصت شہ ذیجاہ　　مونہہ پیٹتی خیمہ میں گئی بادل ناشاد
پہنچے شہ بیکس جو قریب صف جنگاہ　　تھا فاطمہ کی روح سوا کوئی نہ ہمراہ
تھی دھوپ کڑی سامنا تھا فوج ستم کا
تھا ساتھ علمدار نہ سایا تھا علم کا

مرزا صاحب مطلع مرثیہ

اے دبدبۂ نظم دو عالم کو ہلا دے

بند

یاں بخت وہاں عمر ادھر عقل ادھر ہوش　　خوابیدہ و برباد و پراگندہ و روپوش
یاں ناطقہ واں حافظہ خاموش و فراموش　　بے نور ادھر چشم تو بے بہرہ ادھر گوش
واں شیر فلک جھکتا ہے تسلیم کی خاطر
یاں گاو زمین اوٹھتی ہے تعظیم کی خاطر
مجرے کے لیے عرش کے ساکان تمام آئے　　قرآن کے سی پارے لیے بہر سلام آئے
سیارے یہ کہتے ہوئے مانند غلام آئے　　ہشیار جناب آئے حضور آئے امام آئے
نخوت کی ہوا اب نہ کسی سر میں رہیگی
بن بن کے زکام آج دماغوں سے بہیگی

حق یہ ہے کہ مرحومین علیہما الرحمۃ دونو بزرگوار ایسے مقبول خدا مداح ائمہ ہدا علیہم التحیۃ والثنا ہین ۔ جن کی تعریف کا حق کسی سے ادا ہو نہین سکتا ۔

(ناسخ نمبر ۲) میر صاحب مرحوم کے سو مرثیہ ۔ طولانی و مختصر چھپنے مین آ گئے ہین ۔ میر بندہ احمد بڑے گانو ضلع فیض آباد کے رہنے والے اونھون نے میر صاحب کا سب کلام جمع کیا تھا اور وہ شاگرد بھی جناب میر نفیس صاحب مرحوم کے تھے + اس تعداد مذکور کے راوی ہین ۔ باقی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مرزا صاحب مرحوم کے طولانی و مختصر مرثیہ شاید دو ہزار سے زیادہ ہون ان مین اوس زمانے کا بھی کلام ہے ۔ جبکہ (۳ او دو مصرع) پانچ مصرع اون کو لوگ (۳ اون سے ہی ۲) بولتے تھے (دو مصرع) دو مصرع اون کو (۲) اون سے (۲ کی جگہ پر ۔ چنانچہ مثل (۳ سو دا ۲) مرحوم مرزا صاحب مرحوم کا اک مرثیہ (چھ مصرع ۲) ہے ۔ یعنے ہر بند کے چار مصرع ۔

کیونکہ مرزا صاحب مصحفی کے زمانے سے مرثیہ کہتے تھے ۔ اور اوس وقت مین جملہ اغلاط بالتعمد جائز سمجھے جاتے تھے پس مشق کے اوائل زمانہ کی تصنیفات کو اواسط و اواخر مشق کے زمانے سے ضرور فرق ہونا چاہیے سو ہے ۔

افسوس اہل مطبع نے اپنے فائدہ فروخت کی جہت سے وہ سب کلام خلط کر دیا ۔ چاہیے تھا کہ تینون زمانون کی بہار الگ الگ دکھاتے اور خلط ہی پر اکتفا نہین کیا ۔ بلکہ الحاق شدہ مرثیون کو بھی لیا ۔

واضح ہو کہ ذاکرین ایک مرثیہ کو دیگر ہم بحر مرثیوں میں مرکب کر لیتے ہیں ۔ اور یہ ترکیب دو طرح پر ہوتی ہے ۔

(پہلا طریقہ)

ایک تو مرزا صاحب ہی کے چند مرثیوں کے بند نکال کر ایک مرثیہ جداگانہ ترتیب دے لیا ۔

(دوسرا طریقہ)

یہ کہ شاگردوں کے کلام سے اور خود اپنی تصنیفات سے حسب ضرورت جو کچھ چاہا ملادیا اور مرثیہ بنا لیا ۔ اور پھر اس عبارت بے جا پر نازش بھی ہوتی ہے ۔

تنبیہ

ہر دو جلد ہائے مطبوعہ مطبع منشی نول کشور صاحب میں ایسے اغلاط کثیرہ ہیں نہ جانے کن کن صاحبوں کے کلام مرزا صاحب کے نام سے درج ہیں چنانچہ یہ مرثیہ ۔

ہر آہ علم ہی یہ عزا خانہ ہے کس کا

کلام مرزا نظیر صاحب مرحوم سے ہے لیکن ناخدا شناس نہیں سمجھتے مرزا صاحب مرحوم کی ایک یہ بھی کرامت ہے کہ کس قدر پہلے ناشناسان سخن کے بابت کیا کچھ فرما گئے ہیں اسی مرثیہ (اے دبدبۂ نظم) میں ۔

بند

کب شعلۂ خس طور کی قندیل کو پہنچے
اور کرگس طنطنۂ فیل کو پہنچے

پشہ کا نہ غل صور سرافیل کو پہنچے — بلبل نہ لب و لہجہ جبرئیل کو پہنچے

ارباب سخن پر جو سخن ور ہی ہمارا
اس وجہ سے القاب سخنور ہی ہمارا

ہین وقف ہمیشہ مرے الفاظ و معانی — ہان قلم مہم شیرین کا ہی چشمہ میں پانی
ہر بحر میں ہی بحر طبیعت کی روانی — ہی زور سخن شور ہے موجون کی زبانی

قطرہ سے مگر بحث میں میں صرف نہین ہون
دریا ہون سخن کا میں تنگ ظرف نہین ہون

مضمون سے نئے کرتا ہون ایجاد ہمیشہ — کہتا ہی سخن حضرت استاد ہمیشہ
کہنے میں ہی تائید خداداد ہمیشہ — چھوٹے سے بتاؤن اور سے یاد ہمیشہ

بے لطف خدا یہ ہمہ دانی نہین آتی
پر شمع صفت چرب زبانی نہین آتی

آؤ مرے پلے یہ اب ای کل کے مددگار — بے قدر ہی سنجیدگی گوہر شہوار
جیسے کہ ترازو کا ہر قحط میں بے کار — نے جنس عدالت نہ خریدار نہ بازار

انصاف ہو کسطرح کہ دل صاف نہین ہی
دل صاف ہو کسطرح کہ انصاف نہین ہی

مصرع کے عوض آپ سے طوبا نہین لیتا — لو جنت اعلے بھی یہ ادنا نہین لیتا
اب آپ سے کیا مانگتا ہی کیا نہین لیتا — مین نام زبان سے کسی شی کا نہین لیتا

جز تقدر رضا کچھ مجھے منظور نہین ہی
خادم ترا مداح ہی مزدور نہین ہی

کیون صاحب یہ طعنیہ مضامین مرزا صاحب کے مصاحب
کی جانب نہین تو آپ کی جانب ہین یا کس کی جانب لطف یہ ہی کہ

ان مین سے شبلی صاحب نے خود بعض بند نقل کیے ہین — اور پھر لکھا ہو کہ مرزا صاحب نے میر صاحب پر کبھی طعن نہین کی — شبلی صاحب کو پہلی کوئی بات کی ہوئی یاد نہین رہتی حالانکہ تمام عالم اس پر شاہد ہو — کہ مرزا صاحب خلاق مضامین تھے پہلے وہی ہر مضمون اور ہر پیرایہ ایجاد فرماتے تھے — چنانچہ اس رباعی مین وہ خود فرماتے ہین —

رباعی

شبیر ان مضامین کو کہان بند کرون — پھر بینگے ڈکار بینگے جہان بند کرون
خلاق مضمون کا ہی دعوی سب کو — کھلجائے حقیقت جو زبان بند کرون

ٹیپ کسی بند کی

عاجز ہون کہ بندہ ہون پر اعجاز بیان ہون
مرتا ہر قدم ہیچ ہون لیکن ہمہ دان ہون

پھر ٹیپ

شہرہ ہی یہ تائید شہ جن و ملک سے
مضمون مرا گھر لوٹنے آتے ہین فلک سے

پھر ٹیپ

حمزہ کی قسم دل مرا تنگ آیا ہی مولا
اس ہند نے خادم کا جگر کھایا ہی مولا

پھر ٹیپ

کس طرز کی رونق ہو اس انداز کے آگے
جادو کہین چل سکتا ہی اعجاز کے آگے

پھر ٹیپ

بے مہری افلاک سے گو خاک بسر ہون
ہان عیب بڑا یہ ہی کہ مین اہل ہنر ہون

پھر ٹیپ

مداحون کی خاطر شکنی سہل ہوئی ہے
اب جہل زمانے مین ابوجہل ہوئی ہے

پھر ٹیپ

منکر نہ کرے ہان تو سخن کا تہ بالا نہین ہے
انصاف تو کہتا ہی خداوند یو ہین ہی

محاکمہ

ہر شاعر کا کلام ابتداے مشق اور وسط مشق اور آخر مشق کا ہوتا ہی جس کو ہم نے اول عمر و وسط عمر و آخر عمر مرزا صاحب سے تعبیر کیا ہی۔ جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہین۔ ملحقات اوس کے علاوہ ہی اور عالی فہمون سے کسی لفظ کا نہ پڑھا جانا اوس پر مزید ہی ملحقات کا عذر مرزا صاحب و میر صاحب کے وارثون نے اکثر کیا ہی۔ جیسا کہ تطہیر الاوساخ سے ظاہر ہی جو بجواب انتخاب نقص طبع ہو کر شائع ہو چکا ہی اور شبلی صاحب نے بھی اس عذر کو کتاب موازنہ مین نقل کیا ہی۔

بہر حال شبلی صاحب نے جو کلام مرزا صاحب پر ایراد کیے ہین وہ پانچ طرح پر ہین۔

اول — ایراد بے معنی و بے جا۔

دوم — ابتداے عمر کا کلام۔

سوم — اتہام بربنائے مشہور عوام —

چہارم — ملحقات —

پنجم — وہ کلام جو شبلی صاحب سے پڑھا نہین گیا —

پس اول — ایراد بے معنی و بے جا کا جواب خاموشی ہی —
اہل فن سمجھتے ہین اور ہنستے ہین — اور وہ ایراد بے معنے
وسط عمر و آخر عمر کی بعض تصانیف پر ہی — جو بے ربطگی کے
ساتھ درج سواز نہ ہی — مرثیہائے ذیل سے —
گلگونۂ شفق جو ملا حور صبح نے —
ای دبدبۂ نظم دو عالم کو ہلا دے —
آدم کا دادرس بنی آدم مین کون ہی —
کوہ پہ تیمم پہ جو علی کا گزر ہوا —
پرچم ہی کس علم کا شعاع آفتاب کی —
یارب مجھے مرقع خلد برین دکھا —
کس شیر کی آمد ہی کہ رن کانپ رہا ہی — وغیرہ وغیرہ
پس یہ سب ایراد بے معنی ہی — اگر کہین شک ہو تو اصل سے مطابق کرلو —

شبلی صاحب نے مصاریع ذیل —
ع — مستدعی شق القمر آکر ہوے گمراہ —
ع — ہر کوہ کی آواز انا الطور انا الطور —
ع — لبیک و سعدیک تھا ورد ملک و حور —
ع — الملتہے یہ ربط یہ ضبط اس وغا مین تھے —
ع — خاص الخلاصہ بنی آدم کمال ہین —

ع - بارِ دوشِ سنا مدائحِ شاہ کا بیان -

ع - رخ تبیینِ صدقِ کراماتِ پیمبر -

ع - مستجمعِ خصائلِ ملک سیر -

ع - مستغرق روح اوس نے کیا نشہ عسل و شیر -

ع - لیکر رطب و لبود م کہنے لگے شاہ -

ع - مبدائی و نقیب و عصادار و چوبدار -

ع - عرشی فلکی پڑھکے نقیبانہ پکارے -

اعتراض

یہ الفاظ اگرچہ صحیح ہیں - عربی و فارسی میں مستعمل ہیں لیکن اردو نظم کی سلاست اور روانگی ان کی متحمل نہیں ہو سکتی -

ردّ الموازنہ

اس اعتراض مہمل کا جواب خاموشی ہے - کوئی نہیں بتلا سکتا کہ وہ الفاظ مستعملہ عربی و فارسی کون کون سے ہیں جن کا متحمل باوجود استعمال اردو نظم کی سلاست نہیں کر سکتی تو یہ کیسی مہمل بات ہی ہے - واضح ہو کہ ہر مترجم کو یہ ضرورت واقع ہوتی ہے کہ ترجمہ میں الفاظ قلیل الحروف و کثیر المعنے لائے جاتے ہیں کیونکہ اگر اون کے معنی لائیں تو اک بہت بڑی عبارت ہو جائے باقی الفاظ عربی و فارسی سے خصومت دل کا ہونا - یہ اک دوسری بات ہے - لیں ذ مستدعی شق القمر ہے اس سے بہتر کلام اس جگہ آ ہی نہیں سکتا - اسی طرح ذ مستغرق روح ہے کہ اس کے سوا دوسرا کوئی کلام یہاں آ سکتا ہے - اور نہ کوئی

جا سکتا ہی—

اسی طرح (المنتھی) اک پیارا لفظ ہی—جو المدعا—الغرض—القصہ المختصر—الحاصل—کے علاوہ انیس خلاق سخن کی بدولت ہاتھ آیا—

اسی طرح (سامان حشم و خدم—کے لیے ہمارے پاس اک لفظ (نقیب) تھا—مرزا صاحب + مبدائی عصا دار—چوبدار—کا ذخیرہ پایا—یا انہیں یہ مصارلیح جن مرثیوں مین ہین بعض تو اون مین سے ابتدائی مشق کے ہین اور بعض آخر مشق کے ہین—رہے ہندی الفاظ—جو آپ کو بہت مرغوب ہین اون کی حالت یہ ہی کہ اون مین سے بعض ایسے ہین جو نظم و نثر دونوں مین مستعمل نہین—جیسے (چوتھا) کہ اس کے ہم معنے (سر ہین اور اسفل کا) لفظ مستعمل ہی—ہاے اک نہ اک بات اسرار شاعری سے کہنا پڑتی ہی شبلی صاحب—

بند

ای دبدبۂ نظم دو عالم کو ہلا دے ای زمزمۂ نطق بلاغت کا صلا دے

ای طنطنۂ طبع جز و کل کو ملا دے ای معجزۂ فکر فصاحت کو جلا دے

ای بادۂ بیان معنی تسخیر کو حل کر

ای سیف سخن قاف سے تا قاف عمل کر

اعتراض

یہ مرثیہ میر انیس کے جواب مین ہی—کس زور و شور کی اوٹھان ہی منقش پر رعب الفاظ ہین—لیکن معانی مین بہت کم ربط ہی طنطنہ کو جز و کل کے ملا دینے سے کیا مطلب—

زمزمہ نطق سے بلاغت کا سلاسل نطق کے کیا معنی — بیان کی
بجلی کو تسخیر سے کیا تعلق ہے — اسی طرح سخن کے ذہن
کو قاف سے تا قاف عمل کرنے کی کیا خصوصیت ہے —

ردّ الموازنہ

انھیں اعتراضات مہمل کا جواب خاموشی ہے —
پہلا مصرع جو تو وہ تیر ملامت نہیں ہوا — اپنے نکالنے والے
بشرطیکہ آپ ایسے عالی فہم ہوں تو اسمیں بھی اوسی قسم کی
مہمل وغیرہ نکال لینگے — یعنے دل کی کیا جہد و بدیہہ نظم
کیا چیز — کیونکہ نظم کوئی جاندار نہیں ہے — اور پھر نافہموں کے دل
چھوڑکر دو عالم کو کیون ہلائے اور ہلائے تو ہلائے لیکن پہلو کے
کیا — اعوذ باللہ من ہذہ الجہل —
ناظرین باتمکین — آپکو واللہ ذرا انصاف کرو —
اس موازنہ کو دیکھکر میزان حشر کا — اگر وجود ہو — تو خیال کرو کہ
اس مطلع میں جو اعتراض بے معنی کا مقطع بنایا گیا ہے —
سوا محاسن مضامین و خوبی بندش کے — کہیں شائبہ اعتراض کی بھی
گنجایش ممکن نہیں کس ماہر فن کے قلم میں یہ طاقت اور کس
شیوہ زبان کی زبان میں یہ طاقت جو اس مطلع کی تعریف و
توصیف لکھ پڑھ سکے اوس پر یہ جو شعر ٹو ڑے مرزا صاحب کا مقولہ

(کہ شعر با بدرسد تا کہ سرد)

میں نے درست لکھا ہے —

اس سے زیادہ شعر کی بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس کے
معنی سمجھنے والے ملا نے صاحب ہوں اور پھر وہی حکم بھی ہوں۔

شعر

وہی قاتل وہی شاہد وہی قاضی ہی داغ
اقربا میرے کریں خون کا دعوا کس پہ

حاشیہ

صائب کے کسی شعر میں (یعنی چہ) تھا ملا نے صاحبوں نے فرمایا کہ
(نعتی چہ) ہونا چاہیے تاکہ مخاطب حاضر کی رعایت ہو۔
مولوی شبلی صاحب کی دلیل ناپسندی والزام یہ ہے کہ یہ مرثیہ
میر صاحب کے جواب میں تصنیف ہوا ہے سو اس کا جواب
وہی خاموشی ہے البتہ اک (اتحکی) یاد آئی سنقال نقل کیا کرتے ہیں
ہجے ۔ قاف لام سے پیش + رنج + آگے آئی آئینہ + تغافل +
روان + قل یا ایہا الکافرون ۔
مطلع مذکور کی طرح اس ٹیپ کا جواب بھی کچھ نہیں ۔ جو معترض
اعتراض میں لائی گئی ہے ۔

۵

پانی تھا شہ دم خوف سے تیغیں بھی لگی تھیں
تیغیں نہ کہو شعلیں نیاموں کی چھپی تھیں

اس مضمون اعلیٰ کو اہل فن کے سوا اور کوئی سمجھ نہیں سکتا ۔
دوم ۔ مرزا صاحب کا ابتدائے عمر کا کلام ہے ۔ یعنے
مرثیے جن کا مقابلہ میر صاحب کی آخر عمر کی تصنیفات سے کیا ہے ۔

لیکن وہ باوجود بعد زمانہ اس وقت بھی برابر کی ٹکر کے ہیں مثلاً

ف

خیمۂ چرخ سے خورشید جو باہر نکلا

حال حضرت حر رضی اللہ تعالے عنہ

اس مرثیہ میں میر ضمیر صاحب مرحوم کے لیے دعائیہ مقطع کہا گیا ہے
یہ مرثیہ مصحفی کے زمانے کا ہے۔ اسی طرح یہ مرثیہ

ف

تاریخ جب آئی شہ والا کے سفر کی

اول عمر کی تصنیفات سے ہے

ف

اے چھوٹے مسافر تجھے چھاتی سے لگاؤں

اسی مرثیہ میں ہے جس پر یہ ایراد کیا گیا ہے۔ کہ چھوٹے مسافر کی جگہ
(ننھے مسافر) کہنا چاہیے۔ جواب یہ ہے۔ ایہا الناظرین۔
(ننھے مسافر) کہنا اردو کی شرع میں حرام ہے۔ اس لیے کہ
یہ محاورہ داخل دشنام ہے۔ کہ فلاں شخص کے ننھے سنے
(سب چھنے گئے) چنانچہ اسی جہت سے یہ اب متروک ہو گیا۔
میر مونس مرحوم نوحہ حضرت سکینہ میں کہتے ہیں۔

ف

کرتا ہے پھٹا کان ہیں مجروح مری جان زلفیں ہیں پریشان
غربت ہے عجب چھوٹی سی بیت یہ تمھاری نادان سکینہ

اس جگہ (ننھی بیت) نہیں کہا۔

اور بوستے بھی ہین تو غیر ذوالعقول اشیاء کے ساتھ — جیسے
ننھا سا ماتھا ننھا سا ہاتھ — افسوس رموز محاورہ بین سے
کچھ نہ کچھ بتانا ہی پڑتا ہی —

بے جا نکتہ چینی والون کی اک حکایت

اوس وقع پر جبکہ خط مشتمل بہ شہادت حضرت سید الشہدا
روحی فداہ کربلا سے مدینہ مین آیا اور حضرت عبد اللہ شوہر حضرت
زینب برادر حضرت محمد شوہر حضرت اُمّ کلثوم — کو پہنچا اور حضرت
صغرا کو سنایا تو جہان حادثۂ شہادت تھا — اوس سطر پر حضرت
عبد اللہ نے انگوٹھا رکھ دیا تاکہ وہ حال جانگاہ حضرت صغرا نہ دیکھین
تو بزبان حضرت صغرا یہ مصرع مرزا صاحب کا ہی —

مصرع

چچا ہٹا و انگوٹھا سطر دکھلا دو

میر صاحب والون کا یہ اعتراض ہی کہ پہلو ذم کا نکلتا ہی —
حالانکہ (سطر) مین طا سے حطی ہی — اور + ستر + مین
تا سے قرشت —

مرزا صاحب والون نے کہا کہ میر صاحب نے اس سے
بڑھ کر کہا ہی — جہان حضرت موسے علے نبینا و آلہ علیہم السلام کا
حال نظم کیا ہی —

موسئے اسے یکڑ یہ ہوا حکم کبریا
وہ ڈر گئے کہ تھا بشریت کا مقتضا

اس مین تو قیامت ہی کا ذم ہی — دونو فریق چپ ہو گئے —
ہم کہتے ہیں کہ یہ کلام دونون صاحبون کا ابتدائے عمر کا ہی ہرگز وسط عمر و
آخر عمر کا نہین — اور حق تو یہ ہی کہ یہ بحث ہی فضول و مہمل تھی —
واضح ہو کہ — جتنے چھوٹے مرثیے بند کے حال کے
اور شبیر بن کے حال کے — اور حضرت صغرا کے حال کے ہین
وہ سب مرزا صاحب کی ابتدائے مشق کے ہین سوا دو مرثیون کے
ایک مشتمل بہ حال شبیر بن —

ہ

یارو کریم وہ ہی جو وعدہ وفا کرے

دوسرا مشتمل بہ حال حضرت صغرا —

ہ

ہم ہین وطن مین اور طبیعت سفر مین ہی

باقی وہ مرثیہ ہائے مختصر جو سوز خوانون کو کہہ دیئے گئے ہین —
وہ بھی اگلے زمانے کے ہین —
بہر حال سیکڑون مرثیے اگلے وقت کے اور سیکڑون مرثیے
وسط مشق و آخر مشق کے ہین — جن سے ہر زمانے کی بہار اہل فن کو
معلوم ہو سکتی ہی — نہ اون کو جنھین شاعری سے مس نہو —
(شاہ حلب) کی روایت کا مرثیہ بھی اگلے وقت کا ہی —
اک کشمیری مرثیہ کا ترجمہ ہی — اور ایسا ہی کہ جس سے بہتر ممکن
نہین ہو سکتا — ہائے ناواقفی — کیا دولہنین گریہ و بکا
نہین کرتین — خصوصاً وہ دولہنین جنھین صرف نامزد ہونے پر

تمام عمر رنڈاپا کاٹنا پڑتا ہی — ابھی ایسے خاندان بہت ہین جن کے
یہ خیالات ہین — لیکن بات یہ ہی — کہ گاؤن مین اٹھ آیا لوگون نے
جانا یہ بیشتر آ گئے +

اصل جواب یہ ہی — کہ یہ تخییل بربنائے مراسم عرب ہی —
جسے ہم تفصیل آگے بیان کرینگے —

شبلی صاحب —

بند

یہ کہتی تھی کہ آئی قرین بنت مرتضےٰ — تسلیم کرکے بانو نے سر کو جھکا لیا
زینب پکاری بیٹھو ادب میرا ہو چکا — جس کی نہ بات پوچھے تعظیم اسکی کیا
سب جانتے ہین بیت جناب امیر ہون
گھر مین تمھارے رہتی ہون اس سے حقیر ہون

اعتراض

مرزا صاحب نے جو طریقہ اختیار کیا ہی وہ کس قدر سفیہانہ اور عامیانہ ہی — یہ خیال کہ چونکہ مین اپنا گھر چھوڑ کر تمھارے گھر مین رہتی ہون اس لیئے تم لوگ مجھکو حقیر سمجھتے ہو نہایت پست و مبتذل خیال ہی جو ہرگز حضرت زینب کی متانت اور وقار کے شایان نہین —

ردّ الموازنہ

راست گوئی ہرگز متانت و وقار کے خلاف نہین ہو سکتی —

راستی موجب رضائے خداست

پس جو واقعات کہ وارد روایت ہین اگرچہ متانت و وقار نسوان ہند کے مخالف ہون — تو بھی اون کا بیان پردۂ کتمان مین نہین رہ سکتا —
تتبع روایات سے صاف ظاہر ہی کہ اکثر قیام حضرت زینبؑ کا اپنے برادران عالی شان کے مکان مین رہتا تھا —
اور اس مصرع مین —

مصرعہ

گھر مین تمھارے رہتی ہون اس سے حقیر ہون

یہ مضمون — طعنیۃً ہی نہ حقیقتہً — کیونکہ اہل بیت اون حضرت کا ادب فرض مین سمجھتے تھے — لیکن یہ مضمون در حقیقت فارسی کتاب خوانون کا ہی — کیونکہ اوطفین صاحبون سے اکثر سنا گیا ہی — جسے مرزا صاحب نے اردو مین نظم کر دیا ہی دیہ مرثیہ بھی اوائل مشق کا ہی +

شبلی صاحب —

حال حضرت سکنیہؑ

بند

زینبؑ نے رو کے بانوئے مغموم سے کہا — بے آس ہو نہ بھابی ہی غش مین یہ لقا
اور مر گئی تو خیر جو اللہ کی رضا — اب اسکے رفع غش کی ہی اسوقت یہ دوا

ہی عاشق حسینؑ یہ پیاری حسینؑ کی
سب غل کرین کہ آئی سواری حسینؑ کی

اعتراض

تسکین و تسلی دیتے ہیں یہ کہنا کہ خیر مر گئی تو کیا کرو گی جو اللہ کی رضا۔ کس قدر ناموزون اور خلاف عادت ہے۔

ردّ الموازنہ

اہلبیت علیہم السلام کی رضا جوئی خدا کا حال آپ کیا جانیں محض خبر مرگ کیا چیز ہے۔ جب کربلا میں اون حضرت کو یہ معلوم ہو گیا کہ خدا کی مرضی یہی ہے کہ ہم اس کرب و بلا میں مبتلا ہوں تو وہ تعویذ حفاظت جو نانا نے پر حضرت سید الشہدا روحی فداہ باندھے ہوئے تھے کھول ڈالے۔ اور پھر کسی بی بی نے بلکہ کسی کنیز نے بھی ردّ بلا کی دعا نہیں کی۔ بلکہ اپنے صبر و رضا پر مستقل رہنے کی دعا کرتے رہے (سبحان اللہ عما یصفون) یہ مرثیہ بھی مصحفی کے زمانے کا ہے۔ مطلع یہ ہے۔

۵

جب قیدیوں کو راہ میں ماہ صفر ہوا

شبلی صاحب۔

بند

کہا سجاد سے کبرا نے یہ با دیدۂ پر نم رو رو ۔۔۔ بھائی صاحب مرے دولہا کو بھی تم دفن کرو

تا مجاور میں ہوں کھول کے اپنے سر کو ۔۔۔ کہا کبرا سے یہ سجاد حزیں نے کہ چلو

ٹکڑے لاشے کے بہم با دل غمناک کریں

قاسم ابن حسن کو بھی تہہ خاک کریں

اعتراض

ایک رات کی بیاہی ہوئی عورت کا اپنے بھائی سے یہ کہنا کہ

میرے دولہا کو بھی دفن کرو کس قدر خلاف عادت ہی۔

ردّ الموازنہ

مطلع مرثیہ

۵

جبکہ سجادؑ حزین قید ستم سے چھوٹے

یہ مرثیہ مصحفی کے زمانے کا ہی۔

واضح ہو کہ۔ مرثیون مین کہین مراسم نسوان ہند کے بموجب تخئیل ہوتی ہی۔ اور کہین مراسم عرب کے بموجب تخئیل ہوتی ہی اور حقیقتاً اسی کی رعایت چاہیے پس یہ مقولہ حضرت کبراؑ کا بموجب رسم عرب۔ خلاف عادت نہین ہی۔

(استدلال)

یہ ہی کہ خود حضرت رسولؐ خدا کا فرمانا حضرت سیدہ صدیقہ کبراؑ سے وقتِ قرارداد نسبت۔ کہ علیؑ مجمع فضائل ہین۔ اور بہت سے مراتب اون حضرت کے بیان فرما کر حضرت سیدہ کے دل سے حضرت علی مرتضےٰؑ کی فقیری کا خیال جو باعث ملال تھا۔ اوس کا رفع فرمانا۔ یہ کب مراسم مذکورہ نسوان ہند کے مطابق ہی اس کے علاوہ جو اذکار اشفاق رسولؐ اللہ کے ام المومنین عایشہ سے بہ نسبت خود وارد ہین۔ کب مراسم نسوان ہند کے موافق ہین۔

شبلی صاحب۔

بند

یہ بات سنکے بنت علی نے گھونگھٹ الٹ لیا　　عباس کو حسین کو اکبر کو دی صدا
صدقے میں تم یہان سے سرک جاؤ تم ذرا　　تم سب کے آگے روتے ہوئے آئیگی حیا
ماتم کا ہی ہجوم دل پاش پاش پر
جی بھر کے رولے یہ بہن قاسم کی لاش پر

اعتراض

مرثیہ گویون نے اہل حرم کے عادات مراسم ہندوستان کے شرفا کی مستورات کے مطابق فرض کیئے ہین – پس حضرت کبرا کا اپنے باپ چچا بھائی سے یہ کہنا کہ تم لوگ یہان سے سرک جاؤ مین اپنے شوہر پر نوحہ کرنا چاہتی ہون – کس قدر بے شرمی ہے – طرہ یہ کہ یہ بھی کہتی ہین کہ تم سب کے آگے روتے ہوئے شرم آئیگی لیکن یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی –

ردالموازنہ

مطلع مرثیہ

خیمہ سے شہ کے قدرت حق کا ظہور ہے

یہ مرثیہ بھی مصحفی کے زمانے کا ہے – لیکن – افسوس ہزار افسوس اعتراض کرنے کی بھی لیاقت چاہیے – خیر – اس بند کے قبل جو بند ہے وہ نہین لکھا گیا –

بند

ناگاہ کی یہ فاطمہ کبرا نے گفتگو　　لوگو کوئی ذرا مرے والی سے پوچھ لو
گھونگھٹ مین اولٹون بال مین کھولون جو تم کہو　　مان بولی اب نہ شرم کرو سر کو کھو　و

سر ننگے تم کو جانا ہی بلوائے عام مین

چھپنے گا شمر اوڑھنی آکر خیام مین

یہ بات سُنکے بنتِ نبی نے گھونگھٹ اولٹ کیا عباسؑ کو حسینؑ کو اکبرؑ کو دی صدا

یعنی حضرت شہربانوؑ نے صدا دی — کیونکہ ابھی اونھین کا مقولہ چلا آتا ہی بند سابق کے اس چھٹے مصرع سے —

ع

مان بولی اب نہ شرم کرو سر کو کھولدو

پس یہ قول حضرت کبرا کا نہین ہی — جو اپنی خوش فہمی سے مولوی صاحب سمجھے ہین — کیونکہ اگر وہ مقولہ حضرت کبرا کا ہوتا تو چھٹا مصرع بند اعتراض شدہ کا یون ہوتا —

ع

جی بھر کے رو لون بین بنے قاسمؑ کی لاش پر

حالانکہ یہ مصرع خود شبلی صاحب نے یون نقل کیا ہی — جو دراصل تھا —

ع

جی بھر کے رولے یہ بنی قاسمؑ کی لاش پر

پس یہ اشارہ شاہد ہی کہ حضرت کبراؑ کی جانب ہی فافہم —

مجھے سخت حیرت ہی کہ جب معنی کلام تک سمجھ مین نہ آئین تو اعتراض کرتے ہوئے شرم نہ آئی —

شبلی صاحب —

ع

اکبرؑ سے بین گذری مرنے والی کو لے آؤ

بزبانی حضرت شہربانوؑ — [illegible]

اعتراض

کوئی بی بی اپنے فرزند کے مقابل — شوہر کو اتنا عزیز نہیں رکھتی —

ردّ الموازنہ

افسوس ہزار افسوس — خاندان رسالت سے بڑھکر کون اہل عزت ہوسکتا ہے اور اہل عزت عزت کے آگے کسی کو عزیز نہیں رکھتے سوا ایمان کے ازبسکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے زندہ رہنے میں — ہتک حرمت و بے پردگی سے امن متصور تھا اس وجہ سے یہ قول عین مقتضائے وقت پر ہے — لیکن بات یہ ہے کہ اس مضمون کو سوا اہل عزت کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا علاوہ مادر حضرت علی اکبرؑ کے کہ یہ تو ناموس الٰہی کی ناموس تھیں — جملہ مخدرات علیہا — اور بعض نسوان اصحاب کرام مثل مادر حضرت وہب — ان سب نے اپنے اپنے فرزندوں کو بکمال رضامندی و اصرار — حضرت سید الشہداؑ روحی فداہ سے رخصت دلوا کر اون حضرت پر نثار کیا — سبحان اللہ کیا دیندار و وفا شعار وہ عورتیں تھیں کہ جو اس دار فانی میں باقی نہ رہیں لیکن اون کا احسان خدا و رسولؐ پر تا ابد باقی رہ گیا —

سوم — اتہام و افترا

شبلی صاحب سے

زیر قدم والدہ فردوس برین ہی

یہ مصرع مرزا صاحب کی طرف منسوب کیا ہی —

ردّ الموازنہ

یہ مصرع حکیم قدیر الدولہ مرحوم متخلص بہ قدیر کا ہی اس مرثیہ مین —

ہ

ارشاد مجھے آج یہ ہی لوح و قلم سے

پورا بند یون ہی —

بند

زیر قدم والدہ فردوس علا ہی	امان کی اطاعت نکرون مین تو خطا ہی
بیٹا مجھے اپنا بھوپی امان نے کیا ہی	زینب کا ادب والدہ صاحب سے سوا ہی

تو جانتا ہی مجھ پہ جو احسان کیئے ہین

پالا بھی ہی اور بیٹے بھی قربان کیئے ہین

جواب مصراع دوم کے بابتہ یہ ہی — کہ شاعر خواہ مثل خواہ محاورہ نظم کرے خواہ مضمون اون دونون کا البتہ مضمون کی حالت مین اوس کو مثل و محاورہ نہ کہینگے — بس حکیم صاحب مرحوم نے یہ کب دعوا کیا ہی کہ اس جگہ مثل یا محاورہ نظم کیا ہی —

یہ مرثیہ چھپی ہوئی جلدون مین بھی ہمین ہی الحاق سے محفوظ رہا ہی لیکن اتہام سے محفوظ نہ رہ سکا —

شبلی صاحب — یہ ٹیپ تعریف تیغ مین — مرزا صاحب کیطرف منسوب کرتے ہین —

ٹیپ

جب خون مین بھری فوج کے انبوہ سے نکلی
غل یہ تھا کہ وہ لال پری کوہ سے نکلی

ردّ المواززنہ

استغفر اللہ — یہ ٹیپ نہ جانے کس مسخرے کی ہی — ہرگز مرزا صاحب کی نہین نہ مطبوعہ ہی — نہ ملحقات سے ہی — اگر کہیے کہ ہم نے اس کو تصنیفات مرزا صاحب سے سنا ہی — تو سنی سنائی باتون کا کیا اعتبار ہی — چنانچہ بعض اشعار جو شبلی صاحب کے نام نامی سے معروف ہین — جن کے راوی مجہول ہین — ہم نے بھی سُنے ہین — مگر ہم کو اس باب مین نہ یقین ہی نہ شک ہم ہرگز شبلی صاحب کی طرح سُنی ہوئی باتون پر اعتبار نہ کرینگے —

مطلع کسی غزل کا

شعر

جو لایا ناقۂ شیرین کو قیس حجرے مین
تو شتر حجرے مین تھا اور حجر شتر مین

چونکہ یہ شعر بے معنی ہونے مین موازنہ کا ہم پلہ ہی — تو دھوکا دیتا ہی — کہ شاید اون کا ہو —

لیکن دوسرا مطلع معشوق کی ہجو مین — کیونکہ ہجو بھی اک صنعت شاعری مین ہی —

شعر

موتا جو میرے یار نے جھُل جھُل جھُلل جھُلل
کیا تلتلی چلی ہی کہ تل تل تلل تلل

اس پر تو دھوکا بھی نہین ہوتا اس سبب سے کہ آٹھ قافیون کی بھرمار سخت دشوار ہے — اور پھر صنعت اشتقاق — جس سے مولوی صاحب کو سخت نفرت ہے — یا انہین ہمین کیا بحث — منسوب کرنے والے جانین اور مولوی صاحب مانین — یا نہ مانین —

چہارم ملحقات

شبلی صاحب —

۵

فرمایا مین حسین علیہ السلام ہون

مرزا صاحب کے نام سے درج موازنہ ہے —

ردّ الموازنہ

یہ مصرع — مرزا صاحب کا نہین ملحقات سے ہے البتہ یہ ٹیپ مرزا صاحب کی ہے — قیس والے مرثیہ مین —

ٹیپ

مجروح تیغ و خنجر و تیر و سنین ہین
ای عاشق حسینؑ ہمین تو حسینؑ ہین

حضرت سید الشہدا روحی فداہ کا قیس سے فرمانا جبکہ اوس نے حضرت کو نہ پہچانا —

شبلی صاحب — مرزا صاحب نے اس واقعہ کو اک اور مرثیہ مین لکھا ہے اور وہان تو حد کر دی ہے —

بند

ناگاہ شہ نے لاش اوٹھائی بصد بکا — گبرا نے ہاتھ باندھ کے تب شاہ سے کہا
ہم چپ کہین جو بانیے اے شاہ کربلا — احسان ہوگا لاش کو رکھ دیجیے ذرا

بالین پہ بیٹھیں سر پہ ذرا خاک ڈال لین
ہم بھی کچھ اپنے دل کی تمنا نکال لین

ردّ الموازنہ

مطلع مرثیہ

ہ

خورشید کا طلوع ہی برج خیام سے

یہ مرثیہ بھی ابتدائے مشق کا ہی - باسٹھ ۶۲ بند کے بعد مقطع ہے اصل مرثیہ مین - جہان سے یہ بند ہی -

ہ

ناگاہ شہ نے لاش اوٹھائی بصد بکا

اس بیت سے ساتھ بند ملحقات سے ہین - ہر چند یہان بھی یہی (رسم عرب) کا جواب کافی ہوتا - لیکن بخیال حقیقت حال (ملحقات) کہا گیا - اسی طرح

ٹیپ

محبوب ہون خدائے ذوالاحترام کا
نانا ہون مین حسین علیہ السلام کا

کلام مرزا صاحب سے نہین ملحقات مین سے ہی -
واضح ہو کہ مرثیون مین بعض بندون کا الحاق اور ٹیپون کا الصاق تو ایک طرف پورے پورے مرثیے -

دیگر مصنفین کے مطبوعہ جلدون مین شامل ہوگئے ہین چنانچہ
شیخ گوہر علی صاحب منبیر مرحوم کا یہ مرثیہ ـــ

٥

شاہون سے کم نہین ہین غلامانِ مرتضیٰؑ

تمام وکمال ـ جلدون مین داخل ہے ـ واے بر اہل مطبع ـ
یہی حال میر صاحب مرحوم کی جلدون کا ہے ـ کہ کلام غیر شامل ہے
جس کی تصدیق تطہیر الاوساخ مین میر نفیس صاحب مرحوم نے
کی ہے ـ اسی الحاق نے شبلی صاحب کو بھی دھوکا دیا کہ
مرزا صاحب کا بعض کلام موازنہ مین میر صاحب کے نام سے
درج کر دیا ہے ـ وہ یہ ہے ـ

رباعی

جو روضہ مین باریاب ہو جاتا ہے ــ وہ کام مین کامیاب ہو جاتا ہے
جلتا ہے جو شب کو قبرِ حیدر پہ چراغ ــ وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہے

دوسرا مصرع بے معنی ہے باوجود اس کے طرفداری شدید نے
لکھوا دیا حالانکہ میر صاحب کی تو شان ارفع ہے ـ اون کے
ادنے شاگرد بھی ایسا بے معنی مصرع نہ کہین گے ـ دراصل یہ رباعی
مرزا صاحب کی ہے اور اس طرح پر ہے ـ

رباعی

جو روضہ مین باریاب ہو جاتا ہے ــ وہ اوج مین لاجواب ہو جاتا ہے
جلتا ہے جو شب کو قبرِ حیدر پہ چراغ ــ وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہے

اور انھین قافیون مین بہت سی رباعیان ہین جن مین سے

یہ دو اور لکھی جاتی ہین—

رباعی

ہر عیش نجف مین خواب ہو جاتا ہی
ہر عطر حیا سے آب ہو جاتا ہی
روضہ مین وہ تازگی ہی جو شمع کا گل
گرتے گرتے گلاب ہو جاتا ہی

رباعی

جب فضل ابوتراب ہو جاتا ہی
تقدیر کو انقلاب ہو جاتا ہی
بنتی ہی شراب تو نجف مین سرکا
زائر کا گنہ ثواب ہو جاتا ہی

نجم— جو مصاریع و الفاظ شبلی صاحب سے پڑھے نہین گئے شبلی صاحب نے—

۵

اب رایت زبان سے علم کرون

یہ مصرع ناموزون لکھ دیا ہی اصل مین یون ہی—

۵

اب رایت زبان سر منبر علم کرون

شبلی صاحب نے اک بند کے دو مصراع اولے مین لکھا ہی—

۵

نام جبین ہی مشرق خورشید ہر امید
ہی صبح صادق اسکی گواہی مین روسفید

دراصل پہلے مصرع مین (نام جبین) کی جگہہ (لوح جبین ہی—
اور دوسرے مصرع مین — گواہی کے بعد + مین + کی جگہ (سے) ہی اور ایک جگہ — شبلی صاحب سے جو پڑھا نہین گیا تو جھنجھلا کر غضب ڈھایا ہی مجسم خوش فہمی و کھلائی ہے—

طفل ابجد خوان کیا کسی سے بھی ممکن نہین ۔

بیپ

بنی جبین ولب سے حسینؑ وخلیل ہی   سر پہ ہی عرش زیر قدم سلسبیل ہی

لفظ (حسینؑ) پر (ع) عین علیہ السّلام کا بنایا ہی + خلیل پر نقطہ دیا ہی جس کی وجہ سے وہ مصرع بے معنی ہو گیا ۔ حالانکہ دراصل (حَسِین) بروزن (جبین) بمعنی صاحب حسن ہی ۔ اور (جلیل) بجیم اول جلالت سے بزرگی کے معنی مین ہی ۔ کیون صاحب اس مین تو کوئی شرمندگی کی بات نہین ہی نہ پڑھا جائے تو کیا کیا جائے ۔

اس مصرع کو ۔

ع

مانند سیم مرگ میانِ کمر گئی

لکھا ہی ۔ حالانکہ ۔

ع

مانند بیم مرگ میانِ کمر گئی

اصل مین ہی ۔ پھر یہ مصرع ۔

ع

ملبوسِ قلم کار نہ دون سے ہے نہ پرانا

غلط لکھا ہی اصل مین یون ہی ۔

ع

ملبوسِ قلم کار نہ دون ہی یہ پرانا

اسی طرح اکثر مصرع اور اکثر بیتین غلط لکھی ہین بخیال طول اون کا
لکھنا فضول ہی۔ جہان ناظرین + بے معنی۔ پائین اصل سے
مطابق فرمائین۔

(معذرت)

ازبسکہ دونو پلڑے موازنہ کے جنس خودپسندی و اغلاط و الحاق و
اتہام سے مملو ہین۔ کوئی کہان تک پاک و صاف کرے
لہذا مابقی ردّ موازنہ سے ہاتھ اوٹھایا۔ اور ان چند سطور کا نام
(ردّ الموازنہ) رکھا۔ ازبسکہ شبلی صاحب کا کلام موزون بھی
اسی نثر موازنہ کا ہم پلہ ہی۔ ہر ترکیب نئی۔ جو کسی فارسی والے کو
نہین سوجھی اور نہ کسی اُردو والے نے کبھی سُنی۔ انوکھی بندشین۔
نرالے مضامین۔ حق یہ ہی کہ کوئی بے شمار لغزشون کا احاطہ
نہین کرسکتا۔ لہذا اس بحث کو بھی قلم انداز کیا۔ مگر آیندہ اوس کلام کے
لطایف اہل نظر کو دکھائینگے۔ جن مین سوا شبلی کے کہین بھدے پن کا
لگاؤ بھی نہ ہوگا اور ہم اون لطایف کو شبلی صاحب کی تاریخ ادب
دیکھنے کے بعد لکھین گے تاکہ ہماری طرف سے تشدد نہ ہو۔ کیونکہ
ہم لوگون کے یہان بے مواد نزاع کے لڑائی جھگڑا نہین ہی فقط

تمت

قطعہ تاریخ مصنفہ فلک الافلاک معانی وسخندانی
جناب میر حسن افضل صاحب بدر صاحبزادہ
جناب مؤلف ممدوح

شبلی نعمانی بحر گہا نی
خواہان شہرت کے شبل بشاخ
تالیف مین ہاجیون کی کیا خوب
حضرت نے لگائی ایک نئی شاخ
سن اس کا موازنہ کے لکھ بدر
ایجاد جدید رد گستاخ
۱۳۲۵ ہجری

قطعۂ تاریخ مصنفہ شاعر عدیم المثال جناب میر
عابد حسین صاحب متخلص بہ عابد

بارک اللہ دیا آپ نے شبلی کو جواب
مرحبا ضو کہ ہی پر نور و ضیا گلدستہ
سال تالیف کی تاریخ کہی عابد نے
آج بے مثل زمانے مین چھپا گلدستہ
۱۳۲۵ ہجری

تاریخ طبع مصنفہ شاعر بے عدیل جناب مولوی

ص ۷۱
نام موضع
۱۲

عبدالرحیم صاحب کلیم لکھنوی

افضل علی نوشت چہ ردّ الموازنہ ۔۔۔ گوئی کہ کرد بطے بدو این نمام وشت

ہست اندرین رسالا نیس و دبیر را ۔۔۔ حالات زندگانی و بل جملہ سرگذشت

ہجری رقم کند سن طبعش کلیم خوب ۔۔۔ ردّ الموازنہ ہمہ میزان عدل گشت

۱۳۲۶ ہجری

قطعہ تاریخ ازجناب مؤلف ممدوح

مظلوم حسین ؑ امام بیکس ۔۔۔ مشہور بکربلا شہید است

اذ کارش خوب نظم کردند ۔۔۔ میر و مرزا بفن وحید است

شبلی نعمانی بعد نساخ ۔۔۔ ناواقف و معترض مزید است

بے اصل سے موازنہ رقم کرد ۔۔۔ نزدیک خرد لبسا بعید است

سال ردّ الموازنہ شد ۔۔۔ نذر شبلی با یزید است

۱۳۲۶ ہجری

دفتر تصویر عالم سے بارسال قیمت پیشگی یا بذریعہ ویلیو روانہ ہو سکتی ہیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دیوان خزینہ خیال ماہر	عہ/	سخن مومن خان دہلوی	۹/	کلیات مولفہ مصنفہ		سوانح عمری بیان	
دیوان آغا جو صاحب		دیوان ناسخ استاد شیخ		مولوی عبدالغفور خان بہادر	۶/	نظیر جسمیں نظیر اکبرآبادی	
شرف شاگرد آتش	عہ/	امام بخش ناسخ لکھنوی	۱۲/	یہ کلیات نہیں شامل دس		کے حالات و خیالات	
کلیات صبائی	عہ/۱۲	کلیات آتش استاد		رسالہ ہیں از انجملہ جس		سے انگریزی اصول	
دیوان عالم خاص محل	۴/	خواجہ حیدر علی آتش		حسب ذیل علیحدہ بھی		تذکرہ نویسی پر تفصیلا	
گلزار داغ	عہ/	لکھنوی	۸/	فروخت ہوتے ہیں		بحث کی گئی ہے مولفہ	
آفتاب داغ	۱۲/	کلیات نعتیہ مجید		(۱) شاہد عشرت	۹ تا ۱	جناب مولوی سید	
انتخاب داغ	عہ/	مصنفہ مولوی		(۲) سخن شعرا	۱۵/	محمد عبدالغفور صاحب	
دیوان شیخ		عبدالمجید خان	عہ/	(۳) زبان ریختہ	۹ تا ۹	شہباز پروفیسر	
محمد جان صاحب مرحوم		کلیات امیر اللہ تسلیم		(۴) قطعہ منتخب	۳/	اورنگ آباد کالج	عہ/۴
شاد پیروی میر	۸/	شاگرد حضرت نسیم دہلوی	۱۲/	کلیات صنعت عجیب صنعت	۹/	دیوان وقار مصنفہ	
دیوان منتہی مرزا		کلیات میر تقی استاد		دیوان مہر مصنفہ مرزا		راجہ کشن کمار صاحب	
مستیا بیگ شاگرد آتش	عہ/	مسلم الثبوت سخنوری	عہ/۴	حاتم علی بیگ صاحب مہر	عہ/۴	متخلص بہ وقار رئیس	
کلیات ظفر از حضرت		کلیات سودا استاد		دیوان شاہ تراب		مشہور بلاری ضلع	
سراج الدین ظفر بادشاہ		مسلم معروف	عہ/۴	کلام مشہور عارف باللہ		مراد آباد	۱۰/
ہر چہار جلد کامل و مقفلہ	عہ/۴	کلیات انشاء اللہ		کاکوروی		بہارستان اشعار	۱۱/
انتخاب کلیات ظفر	۶/	خان شاعر نامی	عہ/	کلیات نظیر اکبرآبادی	۶/	مصنفہ رائے کشن کمار	
کلیات مومن استاد		کلیات ناسخ عمدہ		زندگانی بے نظیر یعنی		صاحب متخلص وقار	۲/

دیوان ضیائے اختر مصنفہ جناب سید محمد اختر صاحب اختر شاگرد رشید داغ دہلوی مرحوم ۱۲/

کلیات نظیر اکبرآبادی		فریاد داغ	۴ر	تین استادوں کا کلام		دیوان عاشق از
مصنفہ و مرتبہ منشی		دیوان رند مشہور		ہموزن و ہم ردیف		پنڈت کنھیالال
عبدالغفور صاحب		از نواب سید محمد		ناسخ و آتش و آباد		دیوان واسطی کلام
شہبازی	عار	خان رند	۲ر	از مہدی حسین خان	۷ر	سید فضل رسول خان
کلیات صفدر مؤلفہ		دیوان غالب از مرزا		دیوان لطف از حافظ		تعلقدار سنڈیلہ
نواب صفدر علیخاں صاحب انصا	عہ	اسد اللہ خان غالب		لطف علیخان بریلوی	۳ر	دیوان ضامن از
کلیات وہبی کلام		دہلوی	۳ر	دیوان نیاز کلام		سید ضامن علیشاہ
سخنور کامل منشی شیو		دیوان مرغوب جہان		حضرت شاہ نیاز احمد		مظہر عشق معروف بہ
پرشاد دو قسم کاغذ		کلام سید تجمل حسین		بریلوی	۲ر	دیوان قلق مصنفہ
(۱) کاغذ سفید چکنا	۹ر	خان	۸ر	شرح یوسفی دیوان		خواجہ محمد وزیر صاحب
(۲) کاغذ سفید رسمی	۷ر	دیوان امیر موسوم بہ		حافظ از مولوی محمد		لکھنوی
دیوان غافل۔ از		مراۃ الغیب استاد بے نظیر	۱۱ر	یوسف علی شاہ چشتی		دیوان شایستہ پلنج
منور خان غافل۔	۴ر	دیوان خواجہ میر درد		نظامی	۴ر	یعنی ہم قافیہ و ہم بحر
دیوان ذوق دہلوی		دہلوی عارف علی	۲ر	دیوان نعت سروری		بمقابلہ غزلیات ناسخ
استاد معروف	[illegible]	دیوان بہار عرب		از مفتی غلام سرور		لکھنوی از منشی
دیوان فدا جلد ثانی	۴ر	کلام مولوی محمد نذیر		لاہوری	۴ر	ہرچند رائے
نظم نگارین یعنی چھٹا دیوان جناب		متخلص بہ حافظ	۱ر	دیوان جرار از		دیوان حمد ایزدی
حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی	عہ	بہارستان سخن		مرزا حسین صاحب	[illegible]	مفتی غلام سرور لاہوری
بیت الاشعار چیدہ		چمن بے نظیر شعرای		دیوان گویا کلام محمد		ایضاً حسب مراتب بالا
چیدہ استادوں کا کلام		نامی فارسی و اردو کا		فقیر خان بہادر رسالدار		گلدستہ امانت از
یکجائی اردو فارسی	۴ر	کلام چیدہ	۱۱ر	متخلص بہ گویا کاغذ سفید	[illegible]	مصنف اندر سبھا

علاوہ بریں جملہ قسم کی کتابیں تصویر عالم پریس لکھنؤ سے طلب فرمائیے مالک سید محمد